



مستوبات موروثی ہجرت  
آب حیات کے حوالہ دہ

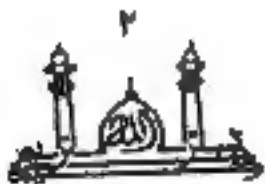
# مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ

مستوبات موروثی ہجرت  
آب حیات کے حوالہ دہ

پہلا حصہ

پہلا حصہ

ملک سئو یک سئو ایتھنز  
پہلا حصہ



بلکہ شہر اس اُمت میں فتنے بہت آئے اور آج ہے ہر خیر الامم کا  
 درجہ بھی اونچا تھا اور امتحان بھی شدید ہوتا رہا۔ اگر اس قسم کے فتنے  
 جیسے اس اُمت میں آئے کسی سابق اُمت میں ہوتے تو اسی وقت وہ  
 اُمت دنیا سے مٹ جاتی۔ یہ دین اسلام اور دین محمد کی خصوصیت تھی  
 کہ جنگ جمل و جنگ صفین، واقعہ حرمہ، ویرا الجحیم، واقعہ کربلا وغیرہ  
 جیسے دردناک حوادث پیش آئے لیکن اسلام کا یہ قلعہ ان سیلابوں سے  
 ذرہ بھر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور اسلام کے عساکر و افواج کا نیلا  
 مشرق سے مغرب تک نہنی پوری شوکت کے ساتھ پھیلتا چلا گیا اور اہل  
 و کفر کے تمام قلعے مسمار ہوتے چلے گئے اور خس و خاشاک کی طرح بہتے چلے  
 گئے۔

فَاتَا الدَّيْدُ قَيْدُ هَبْ      سو وہ جھاگ تو جانا رہتا  
 جَحْلًا وَ دَامَا مَا يَنْفَعُ      ہے سو کھ کر اور وہ جو کام  
 النَّاسِ قِيَمَتُكَ شَرِي      آتا ہے لوگوں کے سو باقی  
 الْاَسْرُخُ (مَوْعِدِيكَ)      رہتا ہے زمین میں۔

بہر حال حق و باطل کا معرکہ ہر دور میں گرم رہا، فرق صرف اتنا  
 ہے کہ عند نبوت کے قُرب کی وجہ سے اُمتِ اسلامیہ کے عقائد پختہ رہتے

اسلامی عمل زندگی کے آثار و نشان مسکے قائم تھے، فتنوں کا سیلاب آیا اور چلا گیا یا منضبط ہو گیا، اسلام بھیر رہا۔ لیکن آنتی ٹھڈریک کے ان قرونِ اخیرہ میں نہ تو وہ عقائد کی خوشگلی رہی، نہ عام نسلِ اسلامی کو وہ عملی زندگی و اسلامی معاشرہ نصیب ہوا جو قرونِ سابقہ کو نصیب تھا۔ خاص کر برطانوی عہدِ حکومت میں خصوصاً ۱۸۵۷ء کے بعد بڑی دانتی سے اسلامی اقدار، اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو ہلا گیا۔ کچھ فتنے تو خود حکومت نے قائم کئے، کچھ فتنے حکومت کی سرپرستی میں قائم ہوئے۔ کچھ فتنے حکومت کی ہدیہ تعلیم نے پیدا کئے۔ الفرض ان فتنوں کے اثرات دُور دور تک پھیل گئے۔ فتنے کا سبب خطرناک مُرخِ وہ ہوتا ہے کہ اسلام کا نام لیکر اُٹھے اور اسلام کی خدمت کے عزم سے ظاہر ہو اور اس میں جا ذہیت ہو مظاہر عمدہ ہوں، کچھ باتیں بہت ہی عمدہ ہوں بلکہ پہلو بہت مفید ہوں تحریرات میں اچھی خاصی افادیت ہو، تقریروں میں مصونیت ہو۔ اس کے مؤثر و نافع پہلوؤں کو دیکھ کر لوگ متاثر ہوں۔ یہ فتنے زیادہ تر اُن حضرات سے اُٹھتے ہیں جو کہ اچھی فاضلی ذہانت کے مالک ہوتے ہیں۔ بڑی حد تک سنجیدگی سے اداستہ ہوتے، صحافت و انشا پندازی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ لیکن نہ قرآن کی علمی تربیت کامل ہوتی ہے نہ اسلامی منابع اور سرچشموں سے پوری سیرابی ہوتی ہے۔ نہ کسی مستند درِ سگاہ سے مستفید ہوتے ہیں نہ صحیح اربابِ علم کے صحبت یافتہ ہوتے ہیں۔ زیادہ تر مدارِ مطالعہ پر ہوتا ہے۔ نہ اربابِ قلوب سے قلبی اُسلق و رابطہ ہوتا ہے

جس کے دلیر قلب میں تقویٰ و خشیت الہی کا بیج بڑھا جائے۔ بلکہ اگر  
 سوہ اتفاق سے ذہنی الحاد میں مبتلا اصحاب کی ہمت نصیب ہو جاتی  
 ہے تو صلح میں ایسا ٹھہرے کہہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ان علما و علما کو جاملے پہلے  
 سمجھ جاتے ہیں بلکہ ان سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح پرچک کر  
 اور پھر حق سے استفادہ کا وہ دانہ بند ہو جاتا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ  
 جبکہ ان کے اتہام پکڑا ہو جاتے اور صلح پیدا ہو جاتے ہیں اور رفتہ  
 رفتہ ان میں محبت و مہار کا مرض پیدا ہو جاتا ہے اور اپنی شخصیت اور عالمی  
 شہرت کیلئے ٹوٹر تدمیر کی اختیار کرتا رہتا ہے اور کامیابی بھی حاصل ہو جاتی ہے  
 اس مقام پر پہنچ کر "آساختت یہہ تحطیقتک" کی عبرت تاکہ  
 صحت پکڑا ہو جاتی ہے۔ پھر کوئی نصیحت یا تنقید کارگر نہیں ہوتی۔  
 یہ وہی مقام ہے جہاں اپنی تمام اصلاحی تہاؤر ناکام ہو جاتی ہیں۔

میرے خیال میں فوراً حاضر میں جناب مودودی صاحب کی شخصیت  
 اور ان کی تحریک اور ان کے کارناموں سے جو عظیم فتنہ آنت میں پکڑا ہوا  
 ہے وہ پورا پورا اس بیان کا مصداق ہے جس کا نقشہ سلفہ بالا میں کھینچا  
 گیا ہے۔ اور پھر مادی وسائل سے اپنی تحریک کو پروان چڑھانے کا جو  
 موقع ان کو مل گیا ہے اس پر مستزاد۔ ایسے حضرات پر تنقید کرنے کیلئے  
 جن صفات کی ضرورت ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ علم صحیح و پختہ جو، علوم نبوت سے سیرابی حاصل ہو۔  
 ۲۔ اسباب و اسباب قلب کی صحت اور تعلق کی وجہ سے تقویٰ و



کو سخت گمراہ اور ضال و مضل سمجھتا ہوں ۛ

الفرغ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے مکاتیب میں اپنے تمام مخلصین کو آگاہ کر دیا تھا کہ جدید نسل کے لئے کیا کیا مضر اثرات یہ لٹریچر پیدا کر سکتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس طرح پھری ہو جائے اور دین اسلام کے عقائد مشکشف ہوں اور کوئی التماس باقی نہ رہے۔

محدث عصر ہند وقت حضرت مولانا محمد زکریا صاحب صدیقی شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خواہش پر مکتوبات حضرت شیخ الاسلام کی چاروں جلدوں میں سے وہ مکاتیب جو فقہ کی نشاندہی کرتے ہیں، ان کو نکال کر مستقل ایک رسالہ کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ یہی ان نفوس قدسیہ کی فراست ایمانی کا لہر ہے جس سے اتنا جلد اس فقہ کا احساس ہوا اور اس کے بڑے عواقب و خطرناک نتائج کو تاڑ گئے۔ بہت چیزیں وہ ہیں جو بعد میں مودودی صاحب کے قلم سے ایسی خطرناک نکل چکی ہیں جن میں کسی تاویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

خلافت و ملوکیت میں حضرات صحابہ کا بغض، خصوصاً حضرت تینا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جس طرح ان کے بے لگام قلم نے جو خیال میں آیا لکھ ڈالا اس مقام پر پہنچ کر ایسا معلوم ہو گیا ہے کہ کوئی خانی ضیہہ یہ زہر افشانی کر رہا ہے۔ اور ترجمان القرآن میں وہ خطرناک عقیدہ ظاہر ہوا جس سے تمام دین حکمت عملی کے ماتحت ختم ہو سکتا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ سوائے توحید و رسالت وغیرہ عقائد کے علاوہ تمام دین کے

احکام حکمت عملی اور مصالح کی وجہ سے بدل سکتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا  
 آخری فریق مولانا امین آسن اصلاحی بھی ان سے کٹ گیا اور بہت کچھ  
 اس کی تردید میں لکھا۔ راقم الحروف نے الاستاذ المودودیؒ میں اس کا  
 ذکر کیا ہے اور اس کے خطرناک نتائج سے اُمت کو واقف کر دیا ہے۔

میرے حضرت والد محترم مولانا سید محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کی  
 کتاب علمی مقالات حصہ اول کے صفحہ ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷ کا ایک اقتباس نقل  
 کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں ۵۶

”ماہنامہ الفرقان ماہ شعبان ۱۳۷۲ھ میں مولانا منظور  
 نعمانی مقالہ العالیٰ صفحہ ۵۶۶ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے  
 (مودودی صاحب نے) خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے بارے میں یہ بات کہی ہے۔ نیز یہ تماشہ دیکھا کہ ایک  
 ہی گفتگو میں ایک موقع پر مصلحت کے لحاظ سے اسلام  
 کے اصولوں میں ترک استثناء کو حکمتِ ربی سے تعبیر کرتے  
 ہیں اور مفادِ دوسرے موقع پر جب ضرورت کا تقاضا اس  
 کے برعکس ہوتا ہے تو وہ مصلحتِ اندیشی کے تصور سے بھی  
 کاغذ پر ہاتھ رکھنے لگتے ہیں۔“

مازہ چیزیں دیکھا کریں وہ پرانی بات یاد آئی اور یقین ہو گیا کہ  
 وہ اسی نیت کے ماتحت تھی جو یہاں بالکل صاف اور شبہ سے بالاتر ہے  
 ہاں اس اُمت کی بدقسمتی کبھی یہ خیال بھی نہیں ہوتا تھا کہ مولانا مودودی





فتنوں کی جڑ ہے۔

حاصل یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے مکاتیب میں اس وقت تک جو چیزیں پریمی میں آگئی تھیں ان کا خلاصہ ان مکاتیب میں آپ کے سامنے آئے گا۔ اس وقت بہت مہلت میں یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں کہ سفر حرمین شریفین کیلئے پاب رکاب ہوں ورنہ جی چاہتا تھا کہ زیادہ روشنی ڈالتا۔ وَاللّٰهُ مُبْتَلٰی خَلْقِہٖۤ اِنَّہٗ لَیَسْتَبۡحِیۡہُمۡ وَہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

محمد یوسف بنوری صاحب

شعبہ شنبہ ۱۳، رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

بوقت النجف

میلے کہتے

مکتبہ امتدادِ حق اہل حق کے لئے مکتبہ الکرمیہ

بیت

مکتبہ امتدادِ حق اہل حق کے لئے مکتبہ الکرمیہ



### حَامِلَاتُ الْقُرْآنِ مَصِيَّبَاتٌ مَسْتَلِمَاتٌ

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قد ظلہ العالی کا معمول کئی سال سے یہ ہے کہ ہر جمعہ کے بعد کی مجلس میں اکلار کا کوئی مضمون یا خط سنا کرتے ہیں اور بار بار فرماتے ہیں کہ ہاتھیں تو مجھے آتی نہیں، یہ لوگ بے پاس سے آکر خالی مزاج پڑھی کہ کے یا میرا منہ دیکھ کر چلے جاویں مجھے تو ضعف بصارت کی وجہ سے ان کا منہ بھی نظر نہیں آتا، اس سے یہ اچھا ہے کہ اکلار کے حواہرے پاروں میں سے ان کے کچھ کلام میں پڑ جائے۔ دو سال سے مکتوبات شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ العلماء و پند و نصح الحدیث دارالعلوم دیوبند ہر جمعہ ہیں۔ اس دوران میں کبھی کوئی وقتی رسالہ "یقینات" یا "الرشید" ساہیوال، یا "البلاغ" کراچی یا کوئی اور رسالہ آتا ہے تو وہ ایک دن کو اس کو منہ کر کے وقتی طور پر وہ سن لیا جاتا ہے۔ دو سال سے مکتوبات کا سلسلہ چل رہا ہے۔ کئی دفعہ اجنب نے امر کیا کہ مودودی کے متعلق مضامین بہت منتشر اور طویل خطوط میں کچھ چلے ہیں، یہ ایک جگہ طبع ہو جائیں تاکہ حضرت کے خیالات معلوم کرنے کے جو لوگ مستحق ہیں ان کو کچھ اصل جانیں۔

نقط

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۱ ماہ انتہت ۲۳ صفر ۱۳۲۷ء کو طبرہ عمر کے درمیان اقامت عالیہ  
میرٹھک مکتوبات کی عدل شریح کہ شرحی و عملی و شرعیہ لکریں۔ ا

### ① مکتوب بنام امیر جماعت اسلامی ہند

وہ مجاہد خود راہ عدہ بچھنے را افسردہ دل افسردہ کردہ انجمنہ را  
محترم المقام۔ یہ مجددکم اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والا نار باہشت سرورای ہوا۔ اس سے پہلے دعوت نامہ پہنچا تھا۔ اہلاس  
سالانہ جمعیت کے سر پر آجانے کی وجہ سے میری مصروفیتوں کا قدر جتنا ہا نے صبح  
طہر پر اندازہ کیا۔ مگر اس کے علاوہ اور بھی ایسے ہی یا اس سے زیادہ قوی اعتماد  
اس وقت درپیش ہیں۔ مثلاً دارالعلوم کا سالانہ امتحان ہے جو کہ رجسٹر کی آخری  
تاریخوں سے شروع ہو کر ۲۳۔۲۴ شعبان پر ختم ہوتا ہے۔ نیز دارالعلوم کے تعلیمی  
سال کا اختتام ہے جس میں کتب مطبوعہ بخاری شریف اور ترمذی شریف کا ختم  
کرتا ہے۔ جس کو ۲۷، ۲۸ شعبان تک اہام دینا ہے۔ یہ امور علاوہ ان امور کے

تھوڑی۔ اسلام علیکم۔ اُمید ہے کہ مدونہ گرامی بخیر ہوگا

جماعت اسلامی کے سالانہ اجتماع میں آنجناب کی شرکت کے لئے ایک دعوت نامہ لکھی  
مطرحی ہے، میں دعوت کیا گیا تھا، تب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ نے اسے قبول فرمایا ہے  
جمعیہ علماء کے سالانہ اجتماع کی جہ سے آنجناب کی مصروفیتوں کا کوئی املا ہے۔ لیکن ان دونوں  
اجتماعات کی تاریخوں میں اتنا تفاوت ہے کہ آپ خود اس وقت تک بھی مرحمت فرمائیں گے

ہیں جو کہ تمام سال میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث ہوتے ہیں۔ جن کوئی موٹی موٹی سرخیوں والے اشتہار مت کو آئے، کتاب ذکر فرماتے ہیں ان کا مجھ کو آپ کے علاوہ سے پہلے کوئی علم نہ تھا۔ صرف سہ ماہی پور سے ایک رسالہ مسیحی پر کشف حقیقت جیسی تحریک پر مدد دے اپنے اعلیٰ رنگ میں، ایک صاحب نے بھیجا تھا اس کا البتہ علم ہوا تھا۔

محترم! میرا پہلے یہ خیال تھا کہ آپ کی تحریک اسلامی مسلمانوں کی جلی اور جلی، دنیاوی اور دینی کڑھ ہیں، ان کے اشتہار مت کو فہم کرنے اور مسلمانوں کو منظم کرنے تک ہی محدود ہے، اگرچہ طریق تنظیم میں اختلاف رائے ہو اس لئے میں نے اس کے خلاف آواز اٹھانا یا تحریک کرنا مناسب نہ سمجھا تھا اگرچہ ارادہ جماعت اور قانون کا امت کی طرف سے بنا اور ملت مائتہ کلمات تقریر اللہ تحریر میں معلوم ہوئے۔ مگر ان سب سے چشم پوشی کرنا ہی اس سبب معلوم ہوا مگر آج جبکہ میرے سامنے اطراف و جہات ہندو پاکستان سے آنے والے مولوی صاحب کی قضائیت کے اقتباسات کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور پانی سر سے گزر گیا ہے تو میں ان کے دیکھنے اور سمجھنے سے منہ بھر دینی تبصرہ پر پہنچنے میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

ابن اجتماعہ اشرف اللہ سربراہ ملی سے شروع ہو گا۔ آخر تک ملنے کا اشیانہ تو بہت جس سے ہم چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے خط و کتابت بھی کی تھی لیکن جبرستی ہے آپ اپنا مصروفیتوں کی ہم سے اس وقت کوئی وقت نہیں ہو سکتا اس کے بعد ملا حظہ الرتو صاحب کے مدد و وقت کے قیام کی خواہش کی تھی۔ لیکن اس موقع پر بھی ملاقات کی کوئی سبب پیدا نہ ہو سکی بہر حال میں مستحقہ مسائل پر تہا لہ خیال کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں اور یہ

آپ کی تحریک اسلامی، خلافتِ مصلحِ صالحین، مثلِ مستنزلہ، خواجہ  
روافضی، جمعیہ دنیویہ فرقہ قدریہ، احمد مثلِ قادریان، چکوالوی، مشرقی، جمہوری  
ہمدردی، بہانہ دنیویہ فرقہ جدیدہ ایک نیا اسلام بنا تاہا آتی ہے اور اسی کی  
طرح لڑن کو کھینکا بھی ہے۔ وہ ان اصول و عقائد و اعمال پر مشتمل ہے جو کہ اہل  
سنت و الجماعت اور مسلمانوں کے کام کے خلاف ہیں۔

① — وہ تفسیر بالقرآن کی قائل ہے۔ ہر وہ یہ تفسیر جو کہ طحاوی، یوسف شاہ  
ابن کئی، رشیدی، کابری اور تھوڑی بہت عربی زبان سے واقف ہے اس کے نزدیک  
یہ حق رکھتا ہے کہ اپنی رائے اور مذاق سے تفسیر کر کے مسلمانوں کے لئے مشعلی راہ  
چنے اور یہی آپ کے یہاں ہوتا ہے۔ علماء اس کی تفسیر کتنی بھی مصلح صالحین کے  
اور اہل قرآن و صحابہ کرام کے خلاف ہیں۔

حالانکہ سب سے پہلی ہی فقہ اسلامی میں پیدا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ  
کی حکیم پر *این الخیر لا یطو* کی تفسیر اتنا ہے کہ کے بارہ ہزار کی جماعت  
نے بغاوت کی اور علیؑ پر گولی مارنے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں *سنتی*  
آیسا نہیں دیکھا تھا *النا طویل* : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما  
عینہما کو بھانسنے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ قرآنِ قدوس میں جو آیتوں کو سنت سے

اسلامی اصول سے کہ منسوب ہو گئے ہیں انہیں اس آیت کے تحت ہی آپ تشریح کرنا سکتے  
تھے یا سنتِ قرآنی کا کلام صریح ہے اور آپ ہی نے نظر مقصد میں مابین ہر دو کلام میں اگر کوئی  
تفاوت ہے تو ہر دو پر ایک ہی جہاں ہے۔ مابین کے یہ آپ کے کئی فرقہ و مذاہب و مائیں اور  
انہا دائرہ میں خود انہر دست ہند گنا اس طقت نے کہ اسلام میں ہی گستاخی کی سنتِ قرآنیہ  
صحتوں کے لئے یہ خلاف قرآن و احکام ہے جو ہر دو سے کسی فرقہ کے خلاف



بات نہیں ہے کہ صاحبِ ذکر کا نام ہی ان کے کلمہ ہے جو کہ ماہی نامی عربی نامی اور  
 جنہوں نے دیکھا اور ہی کاش جا کہا تھا، چنانچہ ڈیڑھ گھنٹہ قبل ایشیہ علیہ السلام کے  
 وہ چودہ چودہ اور آپ کے اصحاب اور شیخوں کو دیکھے دیکھے تھے اور ان میں چوتھوں کو  
 دیکھے کے شاگرد رہے تھے ان کی تفسیر میں تو ہلکے طاق رکھی جائیں اور ان کو  
 مرید اور غلام قرار دیا جائے اور ماہی کے مقلد مہنتوں کو یہی اور ان کے پیکار  
 ہونے چاہئے گی اشخاص میں کو نہیں عربی اور ان کے اسب سے رسولِ دی و دیو  
 ہی کوئی جہاد سے ہمہ جگت تفسیر ہی نہ ہی صورت بھر کا یا آکسفورڈ و کسی اور جگہ  
 کا کالج کی ڈگریوں اور معمولی عربیہ کی ہلکے پھلکی کی تفسیروں کو مستعمل قرار دیا  
 جائے، جن لوگوں کی عمریں نہایت عربی اور علوم دینیہ میں چٹنے پڑھنے کے سنگ ہیں  
 ان کی تفسیر کو مطلقاً اور تاریک خیال قرار دیا جائے اور یہ تفسیریں علومِ اسلامیہ  
 کے سب سے کم تر ہیں اور ان کو خدا ہی اور حضورِ اہل بیتا چاہئے، یہ کوئی عقل  
 اگر نہ تو اس وقت کہ وہ آگے سے کہ کسی کوئی کالج کے سند یافتہ کو یا انجیرنگ  
 کالج کے فائنل انجیل کا گھنٹہ کی ڈگریوں کو کسی اور ہی کوئی نہ ہلکے پھلکی  
 ڈگریوں میں کام کرنے اور کالجوں میں ساتھ کو عمل میں لانے کی اجازت  
 دی جائے گی بلکہ وہ کسی نہ کسی کالج کی مٹی مندی سے ہرگز نہیں جانتا

میں اور کئی کا وہ ہے اور ان کے انجیل سے ہرگز نہیں جانتا اور ان کے ہلکے پھلکی  
 یہ اس قسم کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی  
 اور ان کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی  
 انجیل سے انہوں نے کہ انجیل سے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی کے ہلکے پھلکی  
 انجیل سے





زور دار الفاظ میں ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے تمام انسانوں سے فضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ اس وردانہ کے کھٹنے سے تمام دینی اصولی و دروع ملی میٹ ہو جاتے ہیں۔

④۔۔۔ وہ صحابہ کرام کی متعدد درجہ بندیوں کو خواہ وہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں ان کی عرش استغوا پر یعنی بتاتی ہوئی واقعیت سے ڈھک کر دیتی ہے، حالانکہ اس وردانہ کے کھٹنے سے تمام معجزات اور اصل ترین اخلاق و اعمال نبوت کی عمارت بالکل کو کھل ہو جاتی ہے اور معاہدہ کو اس کو بڑا کاری، ہتھیار ہاتھ آ جاتا ہے۔

⑤۔۔۔ وہ احادیث صحیحہ کے راویوں اور ائمہ محدثین کو مجروح اور خیر ثقہ بتاتی ہوئی اقوال طبعیہ یا غیر ظاہر المراد اقوال صحیحہ یا ان جیسے خود فرض الہی ہوا دشمنوں کے اقوال کو پیش کرتی ہے۔ مثلاً میرت لم کنہ ثقہ کو غیر قابل اعتبار قرار دیتی ہے۔ حالانکہ اس سے تمام ذخائر امتداد بالکل فنا ہو جاتے ہیں اور لعن اشرفہ الاقمة اولہا کاستہا پیش آ جاتا ہے۔

⑥۔۔۔ وہ تقلید شخصی کو نہایت گمراہی اور ضلالت قرار دیتی ہے، حالانکہ یہ امر آیات قرآنیہ "فاسئلو اهل الذکرۃ" و "تالیع" و "من تالیع کل ذرۃ من الذرۃ" و "من تالیع کل ذرۃ من الذرۃ" آج کی بنا پر ہی زما سا (جبکہ الہی علم و ما میں ہر شرط اجتماد معدوم ہیں) جیسا کہ جوئی صدی کے بعد سے آج تک احوال و ردقائے بتلا رہے ہیں،

تمام مسلمانوں پر واجب ہے، اور ہر ایک تقلید نہایت تحویہ اور گراہی میں مبتلا ہے۔ اس سے ایسی آرا دی کا ہوا دوازہ نکلا ہے جو کہ وہی اور مذہب بھی پہچانے بندہ یہاں ہے اور فسق و گداری میں مبتلا کر دینا تو اس کا اصولی اثر ہے۔

(۷)۔۔۔۔۔ وہ اثر اور بد اثر امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید کر گراہی اور حرام متعلق ہے، حالانکہ ہر ایک کو اپنے لیے نمانہ میں آفتاب ہونے پر اہمیت و تقویٰ اور علوم و دیسیا اور حد کے نہایت روشن چھاؤں اور اہمیت الی اللہ کے درخشاں ستارے ہیں ان کی تقلید شخصی پر پختگی صدی کے بعد تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

(۸)۔۔۔۔۔ وہ ہر یہ دیکھو اور غامی کی رولنے کو آئی رہی ہے کہ وہ اپنے مذاق اور اپنی رائے کو عمل میں لائیں اور عمل تو اس پر چلائیں۔ خواہ اس سے صحت حاصل کیے کے مذاق اور رائے کے کتاب بھی خلاف کیوں نہ ہو۔

حالانکہ منکر یہ تقلید بھی اس کے مخالف ہیں، ان کو بھی تجربہ کے بعد اس کی مغز تون کا تری احساس ہوا ہے۔ مولانا محمد حسین مرحوم بتا رہی جو کہ غیر متقدموں کے نہایت حوشیے امام تھے اور عدم تقلید کے مدعا پر جاری اور ہندوستان میں اس کے پھیلانے والے تھے، لہے یہاں اشاعت السنہ جلد دوم صفحہ ۵۱، ۵۲، ۵۳ میں لکھتے ہیں۔

”وہ پیش برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے عملی کے ساتھ مجتہد مطلق اور تقلید مطلق کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو نظام کر بیٹھتے ہیں۔“

ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لاد مذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں کہتے اور احکام شریعت سے فسق و فحش تو آزادی کا اولیٰ تجربہ ہے۔ ان قاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمہورِ اجماعت، مثلاً روبرو چھوڑ دیتے ہیں، سو وہ شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی مصلحت و دنیاوی سے فسق ظاہری سے بچتے ہیں، وہ فسقِ ضمنی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔ ناجائز عیوں سے لوگوں کے مال، خدا کے مال و حقوق کو دبا رکھتے ہیں، کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے لیے وہی ہو جانے کے لیے غلطی کے ساتھ ترکِ تعصیب بڑا بھاری سہک ہے (۱۱۰۰ مختصراً)

جس بے غلطی کو مولانا محمد سعید صاحب بنا لوی مذکور نے ذکر فرمایا ہے وہ تو اس زمانہ میں عام طور پر اہل علم میں بھی موجود ہے۔ ان خصوصاً پروفیسروں اور انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں۔ یہ حضرات تو علوم اسلامیہ، فتنوی عربیہ اور ادبِ عربی سے اسی طرح ناواقف ہیں جس طرح عوامِ مسلمین۔ اور اگر کسی میں تدریس تدریس موجود بھی ہے تو وہ بسترِ عدم ہے جوں جوں کہ حضراتِ اردو فارسی یا انگریزی ترجموں سے کام لیتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے جو لوگ کسی نئی نئی کتاب میں خواہ ہندوستانیوں یا یورپینوں

کے ایم، نے اور حاصل بھی ہیں، وہ عربی و رسکا ہوں کے فاضل کے سلینے  
 بننے و فضل مکتب ہیں۔ نہ صحیح عبارت عربی کے قواعد کے مطابق پڑھ سکتے ہیں  
 نہ لکھ سکتے ہیں، نہ بے سمجھت بول سکتے ہیں۔ اور اگر بعض چہرہ اشخاص میں  
 ایسی قابلیت بھی پائی جاتی ہے تو وہ ان دیگر علوم سے یقیناً بے بہرہ ہوتے ہیں  
 جن پر اجتہاد فی الدین کے علاوہ ادیب عربی کا مدار ہے۔ چنانچہ مشاہیر ادب  
 بھر ہے۔ ایسی صورت میں ان پر و فیسرفوں کو اجتہاد اور ترک کلفیہ کرنا اور  
 اس کی اجازت دینا سراسر دین اور شریعت کی جز کھودنا اور ضلالت اور  
 گمراہی کو پھیلاتا ہے۔ ہم نے خود اس زمانہ کے مجتہدین مطلق کو آزما کر  
 دیکھا ہے۔

⑨۔۔۔۔۔ وہ طرق تصوف اور سلوک اور اس کے اعمال کو  
 جاہلیت اور العادہ زندہ قرار دیتی ہے۔ اس کو بدھ ازم اور لوگ بتلاتی ہے  
 حالانکہ یہی طرق اور اعمال ہیں کہ فی زمانہ اسلام اور اعمال کی تکمیل اور  
 احسان کے واسطہ پر کی تفصیل اور عبودیت کا ملکہ کا استحصال وغیر ان کے اسی  
 طرح غیر ممکن ہے جیسے فی زمانہ قرآن کا صحیح پڑھنا بغیر زیر زیر پیش ہرزم و  
 تشدید اور بغیر تجوید غیر ممکن ہے۔ اور جیسے کہ قرآن و حدیث کافی زمانہ  
 سمجھنا اور بیت عربی کو حاصل کرنا بغیر صرف و نحو معانی و بیان، ہدیہ و کتبہ  
 لغت غیر ممکن ہے۔ فرقہ ہوائی کو تلاوت صحیح اور فہم معانی میں ان چیزوں کی حاجت  
 نہیں تھی مگر آج ہم کو بغیر ان کے کوئی کامیابی حاصل ہی نہیں ہو سکتی بلکہ خود  
 ملک عرب اور عراق و شام و مصر کے باشندے بھی (جن کی مادری اور روز مرہ

کی بول چال عربی ہے، ان علوم کے آج ہماری طرح محتاج ہیں۔ کم و بیش کافریں  
 دوسری بات ہے۔ اختلاط یا بھگن کو بھی بناوا ہے۔ لیکن ہائے قدیمہ اور  
 قرون اولیٰ میں احسان و عہدیت کا علم قریب لاکھوں سالوں کی بنیاد پر ان طرق و اہل  
 کی محتاج رہتی، مگر آج بغیر ان کے ان ماسد بہا کے لاکھوں سالوں کا حاصل کرنا عادتاً  
 غیر ممکن ہو گیا ہے۔ ان کو جوگ قرار دینا سراسر ظلم اور نا انصافی ہے۔

⑩۔۔۔۔۔ وہ سلفوں صالحین اور اولیاء اللہ سابقین کی مشائخ  
 میں نہایت زیادہ زبان معاذی کرتی ہوئی سخت گستاخار لفظ استعمال کرتی  
 اور ان کو عوام الناس میں نہایت ذلیل و خوار کرتی ہے۔ حالانکہ جب ان کے  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "من آذى اولیائی آذنتہ  
 بالحدوب" اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اذکروا صوتنا کم و نخبنا  
 اور تیسری جگہ ارشاد فرمایا "لئن اخطتہ الاقبتہ اولیائی" جس  
 کو خوار مقصود ہے۔

⑪۔۔۔۔۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ احمد رستہ ہندی  
 قدس اللہ سرہ العزیز اور حضرت شاہ طہ اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز اور ان  
 کے اتباع و احفاد اور دیگر ائمہ مدنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت  
 شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ شہاب الدین ہرہروی قدس اولیاء اسلام  
 ائمہ طریقت کو مسلمانوں میں انہوں اور فضائل و گراہی کے انکشاف دینے والے  
 اشخاص بتلاتی ہے، حالانکہ یہ وہ اکابر و مسالمت کرام ہیں جنہوں نے تمام  
 دنیائے اسلام میں دین اور ملت کو زندہ کیا اور ان کے فیوض و برکات لاکھوں

اور کوششوں انسانوں کو وصلِ عالی اللہ اور حقیقی تقویٰ کی نعمت حاصل ہونے  
 ان کے مابین برکات سے تعارف کے صلحت پھرے ہوئے ہیں۔

(۲) — مذکورہ بالا مشائخِ طریقتِ رحیم اللہ تعالیٰ کو لوگ  
 اور جہرازم اور فضلات کے پیلانے والے جاتی ہوئی ان کی تہلیل کرتے ہے  
 حاکم احوالی طریقتِ خواہ لاشبندوں کے ہونے یا چستیہ، قاصد، سپرد و بیہ  
 وغیرہ کے لوگ اللہ بھرا رہے کہ سولہ قدم ہیں۔ طریقت کی تعلیم سراسر  
 کتب اللہ اور سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانو اور توحید اور  
 رسالت کی تعلیم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم پہلے  
 کی سخت تاکید ہے جس پر حضرت مجددِ رحمت اللہ علیہ کے مکتوبات مستعد  
 عادل ہیں۔ دیکھو تصانیف امام ربانی و تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ  
 رحمۃ اللہ علیہ اور عارفانِ المعارف فتوح العیب وغیرہ۔

(۳) — وہ علمائے لاہر اور عارفینِ علومِ شرعیہ کی سنہی  
 میں گستاخی کے الفاظ استعمال کرتی ہوئی محام کو ان سے منسخر کرتے ہے اور  
 ان کی تہلیل و ترمیم عمل میں لاتی ہے اور ان کو غیر قابلِ اعتماد ٹھہراتی ہے  
 اور مسلمانوں کو نئے اسلام اور اُس کے پیڑ کی تقلید اور تاحیاری کی کٹھن  
 لے جاتی ہے۔

حالانکہ اس پر آشوب اور پھرتن زمانہ میں جس وقت و فجر اور  
 احماد و کفر ہوا پرستی اور خواہشاتِ انسانی کا چاروں طرف تعداد دورہ اور  
 خدا اور رسول سے لوگ دور ہوتے جا رہے ہیں اور شریعت کو پس پھشت



ہے اس کی قطعی تاویلات اور نہ ربط تو جمیہات کا ثبوت اور "کلمۃ الحق" اور یہاں الباطلی کا ثبوت ہے۔ نیز سلف خالصین کی آراء و اعمال سے بیاعتنا اور انحراف ہے۔

(۱۶) — وہ پکڑاوی کی طرز ذمہ اور احادیث و روایات مستحکمہ کو (مسئلہ اشیا) قابل اعتبار قرار دیتی ہے اگرچہ وہ اخبار آمادہ ہی کے زہر اور حالانکہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک ان کو اصول دینی قرار دیا گیا ہے اور نسبت روایات تاریخیہ ان کو زیادہ قابل اعتبار سمجھا گیا ہے۔

(۱۷) — مثل فرقہ قادریانہ اپنے قائمہ اعظم احمد امیر کو ایسا ممتاز بتاتی ہے کہ اپنے مذاق سے جس حدیث کو پاسے قابل اعتبار قرار دے اور جس کو پاسے ردی کی ڈگری میں پھینک دے، ملائکہ ایسی مطلق العنان ہوتے اور حکم میں کسی میں پہلے از منہ ظہور ہوا یا بغیر میں ہائی گئی اور اس زمانہ فقہ و فساد میں ملایا جاسکتی ہے (جبکہ ملے صاحب) انابت کاملہ اور مسلم کامل صفا ہدی ہے۔ بلکہ حسب ارشاد حضرت امیر احمد بن مسعود رضی اللہ عنہ "من کان عنک صحتنا فلو ستن بمن قدمات مان علی و غیر من علیہ الفتنة" ایسا امر موجودہ دور کے ائمہ اس میں انتہائی ضلالت کا شکار ہے۔

(۱۸) — وہ ذخائر فقہ کو طوطا اور ذخیرہ ضلالت بجاتی ہوئی تکیا اور اصلاح اور صحت کا حکم دیتی ہے اور مسلمانوں کے آج تک تیرہ سو برس کے عمل و آراء کو جاہلیت اور گمراہی متعلق ہے اور سب گزشتہ سلسلوں کو



غیر آئی کہتی ہے۔ حالانکہ یہ ایسا فتنہ ہے کہ جس پر جس قدر بھی افسوس اور رنج کیا جائے کم ہے۔

(۱۹) — وہ مثل مستزاد و مدافض وغیرہ اپنے سائن بورڈ وغیرہ پر حقیقی توجید کا دفتر جماعت موقدہ پر حقیقی کامیابین اسلام یا اس کے مرادف الفاظ میں کہتی ہے جس طرح مستزاد اپنے آپ کو اصحاب العدل اور اصحاب التوجید کہتے اور کہتے تھے، شیعہ اپنے آپ کو مستبیین الملہویت کہتے ہیں جس کے معنی یہ سمجھے گئے کہ ہم سے علیحدہ ہونے والے افراد اور فرقے اصحاب عدل نہیں، نہ اصحاب توجید ہیں اور نہ الملہویت سے محنت رکھنے والے ہیں۔

اس قسم کے سائن بورڈوں سے عوام مسلمین میں نراناہ ہونے لگے۔ جہاں جہاں ان کی تاریخی واقعات سے ظاہر ہے جو کہ از مسئہ سابقہ میں مستزاد خواج مدافض وغیرہ اور الملہویت کے آپس میں پیش کیے اور از مسئہ اخیر میں بھی اسی قسم کی حرکتوں سے غیر مقلدوں اور مقلدوں نے آئیوں، پھر یوں، تاریخیوں، خاکساروں وغیرہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ ہر ایک اپنے اس قسم کے سائن بورڈوں سے دوسرے فرقوں پر اس قسم کا حملہ کرتا ہے کہ وہ اس کمال سے محروم اور خالی ہیں۔ غیر مقلد اپنے آپ کو اہل حدیث والتوجید کے خوشنما سائن بورڈ سے مرتب کر کے آوان بلند کرتا ہے کہ اصناف حدیث نبوی سے محروم اور توجید سے خالی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے سائن بورڈ سے ہمیں یہاں جہاں لگتا ہے کہ جو لوگ جماعت اسلامی

کے ممبر نہیں ہیں وہ حقیقی متحد نہیں ہیں، وہ اسلامیت کا ملہ نہیں رکھتے اس سے عوام کو جس قدر انتشار اور اتقاق میں مبتلا کیا جاتا ہے وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے، جس کا ادنیٰ اثر یہ ہو گا کہ جماعت اسلامی میں نہ دخل ہونے والے مشرک اور کافر اور غیر ایبی ہیں۔ ہر ایک میں مانی باتوں پر پٹ کر بیجا اور گالی گلوچ، مناظرہ، مجاہدہ، پارٹیٹ وغیرہ کا بازار گرم ہو گا۔ اور عوام کو سنبھالنا قبضہ سے باہر ہو کر امت مسلمہ کو انتہائی مشکلات میں مبتلا کر دے گا۔

متر یا ادور حاضر کے ہم مسلمانان ائمنین یونین کی مشکلات جو کہ اکثریت کی طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے ہے، چاہا سہائوں کی فرقہ واریت، ذہنیات، آر ایس۔ ایس کی اسلام دشمنی، آریوں کی جارحانہ مدد، سی پاپسی اور مرتد بنانے کی جان توڑ کوششیں مسلمانوں کی ہتھم کی مادی اور روحانی کمزوری اور ان کی منتشرہ حالت، ان میں احساس کسٹری کا رعبہ افزوں مرض ملحدان مغرب کی طرف سے اہل دوزخہ کی مسومہ آندھیاں مادی ہستی کی زور دار اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم، نفوس انسانیکہ کی مادی امدادی ترقی کا طبعی رجحان وغیرہ وغیرہ سمورے متقاضی تھے کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنایا جائے اور حکیمانہ حاکمانہ تنظیم عمل میں لاکر ان کے خوف و ہراس پر حجابی اور بخولی جے دینی اور پر عملی کو دور کیا جاتا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی تحریک اس کے مرحلات دینی اور دنیاوی برادری کی ودائی ہمانضہ دینا پیدا کر رہی ہے اور آئندہ تمام ملک کو اس

مسموم کر دینے کا سلاخی بیٹا کیا جا رہا ہے۔ اس نے میں صاحب صاحب کا ہونا۔  
مسلمانوں کو اس تحریک کے طبعی مددگار ہے اور مولوی صاحب کے لڑکھوڑا  
کے رو دیکھنے کا مشورہ دلاں۔

آپ حضرت کا یہ ارشاد کہ تم کو مولوی صاحب کے اعتقاد سے  
اور شخصی خیالات سے سروکار نہیں ہے ہم اس کا بار بار اعلان کر چکے ہیں  
ایسا ہی ہے جیسے کہ مشرقی صاحب نے لوگوں کے اعتراضات کو تحریر کیا کہ ان  
میں نکاوٹ دیکھ کر ظان کیا کہ ہم تو مسلمانوں میں مغل اور عربی تعلیم اور ہر پٹ  
پیدا کرنا اس کو چھوڑنا چاہتے ہیں، جدید عقائد اور اسلامی تصانیف سے  
مسلمانوں کو کئی سرنگار نہیں ہے۔ پھر کیا ایسا جو ۱۹ اور ۲۰ صحت جا کہ وہاں  
کیا اپنے اپنے کے عقائد و افلاق اور اس کی تصانیف کی گندگیوں سے محفوظ  
رہے، خود مولوی صاحب کی زبان سے سن لیا دیکھئے الفرقان تلخ جو  
۳ صفر ۱۰۹۹ ہجرت ماہ صفر و مع الاذن بسوان تا کہ در تحریک مطالعہ شرقیہ  
محرمانہ صاحب کوئی تحریک کسی شخص کی طرف منسوب ہو تو وہ قبلہ توجہ  
ہو گا اور اس شخص کے عقائد اور افلاق کا اثر کمزوروں پر طبعی طور پر دیکھو  
خصوصاً جبکہ مولوی صاحب کے لڑکھوڑا بنیاداً طریقہ پر شائع کئے جا رہے  
ہیں اور کمزوروں پر غیر کمزوروں کو ان کے مطالعہ کی ترغیب ہی دیا گیا ہے۔  
ایسے وقت میں وہ زہریلے مواد جو نہایت چالاک سے نصدار تحریر دلاں میں  
رکھے گئے ہیں اسے اڑ سے خالی نہیں رہ سکتے۔

پھر حضرت! احمق نہ کہہ باا کے بھوتے بھوتے میں ہیں۔

سنا کہ جناب سے خرف ملاقات سے کوئی توجہ حاصل ہو سکتی ہے۔ میں ایک  
 بڑا کامیاب اور مطلقہ منشی خود ہمشاہد طریقت ہوں۔ آپ حضرات  
 نے اسلام کے روشن چراغ میں مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے۔ ان کے ماتے پہلا نا  
 چاہتا ہوں اور اس میں ہونے والی بات کہتا ہوں۔ آپ حضرت محمدی صاحب  
 کے نئے مسلموں پر مسلمانوں کو کھلا کر پھرتے ہیں۔ ان کی تہذیب اور احوال کو جبکہ حضرت  
 محمدی صاحب علی اور حضرت شاہ علی نقشبند اور حضرت شاہ شہید دہلوی  
 رحمہم اللہ کو بھی لپیٹ نہیں ہو سکتی۔ نہ بیز نہایت مسلمانوں کے لئے قلمی  
 ہیں۔ آپ سنیوں کو بھی کہتے ہیں کہ سو سال کا ملت سے ہے کہ مسلمانوں کو اس  
 وقت سے لے کر آج تک جاری رہی اور ہر تہذیب اور اسلام پر ہر شونہ  
 قلبی اس میں مبتلا رہا اور اسے نہایت دانا چاہتے ہیں۔ ہم اس اصول پر  
 سو پکیا امید ہے کہ آپ مجھ پہلا نہیں اور میں آپ پر کوئی اثر نہیں  
 کہ اس تحریر کو جو حاضرات سے ہلا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے  
 دعوے تشریح ارذابی کی تکلیف گمانہ سزا کی۔ آپ نے میرے طلبہ کے دفتر  
 میں آکر اس کے کاروں سے تیار نہایت کہہ کے مسلمانوں کی بیخبری کی راہ پر  
 طوطی فکر لرایا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ آج کس حد سے آپ کا اس طوطی  
 ہوں۔ ہر حال میں آپ کی توجہ اور محضہ گراہوں لگاں ہوں امید ہے کہ میرے  
 بچنے کے لئے کوئی امید فائدہ مند میں ہوتی خصوصاً ہمیں کسی امید کا جینا  
 رہے۔ وہ یہاں کہ سمجھا گیا ہے کہ اس کے کہہ دینے کو وقت دہیں  
 کہ کہ آپ کو تکلیف لہذا کہتے ہیں کہ یہاں کہہ کے کہ میں نہیں آتا۔

میں خود آپ کے اجلاس اور دیگر مصروفیتوں کی بنا پر اس حلیہ کے  
 ہمارے سکاٹا کر آپ کا دراصل نامہ جانی ریشمی مالہ اسٹ سرگزانی کا  
 اس کا بھی شکر گزار ہوں۔

میرے عزیز! مذکورہ مضمون میں مجھ بہت زیادہ اقبالیات سے  
 لے گئے ہیں کہ آپ کے مضمون میں۔ دارالافتاء کے مضمون کا جناب کو  
 لکھتا ہے اس کے لئے کہ اس کا نام مکتوب حکمت ہے۔ اس کے مطلق عرض  
 ہے کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں ایک مستقل ادارہ ہے۔ اس کے  
 سرپرست مولانا مفتی سید محمد رفیع صاحب ایک مخلص اور فاضل  
 مطلق ہیں۔ مضافہ اس کے اس میں پالیسی کے اس سے ناگوار مستند  
 آتے رہتے ہیں کہ مباحثات میں کوئی کلمہ بھی کہتے ہیں۔ مگر یہاں  
 مذکورہ مکتوب میں سب وہ کلمے اور اس مکتوب کی بھرپور ہو گئی تو  
 قلم اٹھا اور مولانا صاحب کی تصانیف کو لکھ کر لکھا۔ اس کے اس  
 ان تصانیف کا مستند ذمہ داری ہے ان کا اور کتا میرے مکتوب سے باہر ہے  
 اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ **آلہٴ قرآن العزیز علیٰ آلہٴ قرآن**  
**آلہٴ قرآن البیتین یا علیٰ آلہٴ قرآن البیتین** آمین

مکتوب

حسین احمد مدنی خیرک

دیوبند

(مکتوب سے بعد دوم صحتاً تا صحتاً)

(۲)

(ایک کتاب میں کئی سوالات کے جواب ہیں، مولوی صاحب کے تعلق سے سوال ہے)۔  
سوال ۱: ملک، قوم اور ملی مفاد کے پیش نظر جماعت موردوری کے کسی جائز  
مطالبہ میں تائید یا اشتراک پرناہا ہے یا نگی احتساب ہو؟  
جواب: ہاں

(از حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرتدہ)

میں نے اس جماعت کے اصول و دعوے کو بہت دیکھا۔ یہ ایک  
گمراہ اور گمراہ کنندہ جماعت ہے۔ مگر اس کا تعلق محض سیاسیات سے  
ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ مگر اس نے تو نفس مذہب اور طسرتی  
اہل سنت و جماعت میں نقص و ابرام اور قطع و برید رذالی اور بہت کڑواہ  
وہ ایک بیا فرقہ خلافت اہل سنت و جماعت بنا رہی ہے، اس لئے اس کے  
اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ حکومت سے کسی ایسے مطالبہ کو نیک کھڑی  
ہوتی ہے جو کہ صحیح اور شرعی ہے اور اس میں کوئی شائبہ باطل کا نہیں ہے تو  
اس کی تائید اور تقویت بقدر مطالبہ ہونی چاہئے کلمۃ الحکمة  
مضالۃ المؤمنین ایما وجدھا فھوا حق بھا (انورید)

یہ تائیدی کلمات ہوسکتے ہیں، مگر وہاں وہ اس کو بدلے لیا کرتے ہیں، خداوند

مگر اس طرح تائید ہوئی چاہیے کہ اس جماعت میں شرکت معلوم ہو اور اس کی تقویت ہو جائے۔ صرف اس جائز اور مشروع مقصد کی تائید ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب (مکتوب ۶۹، جلد دوم ۱۳۵۰ء)

نگہ اسلاف

حسین احمد خاں

تائید

۳۰ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ

{ مکتوب بنام مولانا صیغۃ اللہ صاحبہ بھتیاری دہرا دہاد

علیم آباد راجی جونی صلح کڈیچہ مدرسہ س آ

محترم المقام زید محمدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج مبارک۔ منسلک والا نامہ شعبان میں آیا تھا۔ وہ زمانہ

انتہائی عذیم الفرضی کا تھا۔ مجھ کو اس زمانہ میں بعض امراض سے بھی

(۱۲) حضرت اقدس ندوی مدظلہ العالی مد اللہ علیہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ ناکارہ خلاف آدابہ یہ خلاف اب گزشتہ شعبان کے بعد سے لپے رہی کرکے سو کر لیا ہے

اور بے شرط و بے تحفظ اپنے وہ دعوہ کو الاز خدا کر کے کا قصد کر لیا ہے۔ ہمارے عالی میں جعفری اور

قدم پوسی کی اہمیت مرحمت فرمائی جائے۔ تمام ہندوگان ہمسلمہ کو واسطہ بنا کر دعا مست کما

ہوئی، پیر سے ہندوگان جانکوں کی متنازعہ بھی ہو چکی ہیں۔ کئی مقام بارگاہ حسیں (صیغۃ اللہ)

ابتلا واقع ہوا تھا۔ جو با عرض ہے۔

میں مودودی صاحب اور ان کے لڑ بھرا اور ان کی جماعت کو سخت گراہ اور ضال اور مضل سمجھتا ہوں۔ مجھ کو جس قدر بھی ان کی تصانیف دیکھنے کی نوبت آئی اسی قدر میرا کان متعلق عقیدہ بڑھتا گیا۔ اگر آپ کی تو بہ صادق ہے تو اعلان فرمائیے اور اخباروں میں شائع کر دیجئے کہ میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو سخت ضال اور مضل سمجھتا ہوں اور اس لئے میں ان سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ مسلمانوں کو پاپ ہے کہ اس جماعت سے علیحدہ رہیں۔ ان کی تبلیغات میں نہ آئیں اور سلف صالحین کے مشیخ ہو کر اسیار شریعتِ حقہ اور اتباعِ سنت نبوی علیہ السلام الصلوٰۃ والسلام میں سرگرم عمل رہیں۔ **وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ**۔ والسلام (مکتبہ مآب جلد دوم ص ۳۲۶)

نگاہ اسلاف

حسین احمد غفرلہ

دوبند۔ ۳۳ رومی الحجہ ۱۳۳۵ھ

مولانا حفص زری کا اعلان ہزاری۔ ہیرہ ص ۳۰۵، تاریخ ۱۳۳۵ھ

مولانا سید سیدنا اشرفیہ زری حلالہ کہہ رہا کہ جو سیدنا امرا کا اعلان کرتے ہیں کہ ان کو جماعت اسلامی کے نام سے مجبوراً اور لڑکی تنظیم ہوتی تھی کوئی حلقہ نہیں رہا۔ بعض وجوہ کی بنا پر پہلے قلب ٹوٹ گیا پھر قالب الگ ہو چکا ہے اور اس امر کا اعلان بھی کرتا ہے کہ قرآن و حدیث، عقائد و اصول ان علوم و دینیات کے پیروند میں تحریک اسلامی کا نام دینا شکل ہے۔ اور چونکہ عالی الذہن افراد اعلیٰ کا ہونا ہونا ان کا نہیں ہونا ان کا ہونا ہے۔ تہذیب و حرمت و اصلاح کا کام کام تمام نہیں پاسکتے۔ **وَهُمْ السَّوْفِيُّ**



(مکتوب بنام جناب اقبال احمد صاحب سہیل الہی، الہ آباد)  
 محرم المقام زیو مجدکم التسلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 مزاج مبارک۔ مجھ کو جس فرودی گنہگار ثلث عرض کرنی ہیں مگر یہ کہ حصہ  
 سے اعظم گنہ حاضر ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اس سلب تک ان کے پیش کرنے  
 کا موقع نہیں ملا۔ اس مرتبہ رضای شریف میں ملت بہار ہو گیا تھا جس کا  
 اثر تک تک ہے اس لئے ہی سفر میں حاضر ہوئے۔ مجھ کو تو کرنا  
 فرودی معلوم ہوا۔ مدرسہ اصلاح سرائے میرے مجھ کو جو کچھ قدیم سے تعلق  
 ہے وہ آپ حضرات کو بخوبی معلوم ہے۔ مدرسہ مذکور کے تعلق دان مولانا  
 حمید الدینی فرمایا رحمتہ اللہ علیہ تھے جو کہ قرآن شریف کے مسلم عالم تھے اور  
 ایک خاص فکر و خیال رکھتے تھے۔ فرودت تھی کہ مدرسہ مذکور کے اساتذہ اولہ  
 طلبہ مولانا مرحوم کی زندگی گراہنے اور سلفینا خالصین اور اکابر الہیہ سنت  
 والجماعہ کے طریقہ کو طبیعت سے کھینچنے والے مولانا مرحوم کے استیصال کے  
 متعلق تعلق جذبہ ہمد ہاری رکھتے لیکن یہ معلوم کہ کے سخت صدر ہے کہ  
 اب اس مدرسہ میں ہمد ہاری جماعت کا مدرسہ ہے عیناً جماعت کا آری  
 زندگی ماہیہ مدرسہ دہلیہ و جموریہ ملت و ملت ۱۲ سے ظاہر ہے۔ ایسی  
 صحت میں تک پہنچے انا گئی مدرسہ کا فرض ہے کہ اس خیال کے لوگوں سے  
 مدرسہ کو بک فرمائیں۔ لاکہ ہر گم ہ کر ہی کہ مدرسہ سے ان کے لٹریچر و لہ

خیالات کی (جو کہ گمراہیوں سے بھرے ہوئے ہیں) انشر و اشاعت قطعاً نہ ہو  
 میں نے ان کو بنور دیکھا ہے۔ میں جہاں تک مجھ سکا ہوں یہ جماعت مسلمانوں  
 کے عقائد اور اصول کے لئے سخت مضر اور گمراہ کن ہے۔ یہ سائے صرف میری  
 نہیں ہے بلکہ تمام علمائے دین ہندو سہارنپور و دہلی وغیرہ اسی نتیجہ پر ہیں۔ اگر  
 زندگی باقی ہے اور عارضی کا کوئی موقع ملا تو انشاء اللہ مزید توضیحات پیش  
 کروں گا۔ والسلام

تنگہ استلاف

حسین احمد غفصرد (مکتوب ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۵ء - ۱۳۵۷ء / ۱۹۳۷ء)

ماہرہ فیض آباد، ۳ جولائی ۱۳۵۷ھ



{ مکتوب بنام مولانا حمید اللہ بقبوی }

محترم القاسم زید مجدکم استسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 محترما! سو وادی جماعت کے لٹریچر جن کی اشاعت کی جا رہی ہے  
 وہ ایسے مضامین سے لبریز ہیں جو کہ ضلال سے پُر ہیں۔ گمراہی کے پھیلانے

(۵) سیدی دہلوی داماد سزاوی و مرشدی امام اللہ فیضکم و نفعتم السلام علیکم  
 ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج تک یہ یقینہ مدد و ہمد گمراہی نامہ دستیاب ہوا۔ بنور جمعا۔ ایسے مکاتیب سے جو  
 صدقات ہوتے یا نہیں ہوتے اور نہ ہونے کی تکلف نہ کی گئی۔ انھما از حد و حدیث کلامہ  
 سرنامہ پر سلام اور تفسیر نہیں تھا۔ اخیر میں سلام کے علاوہ احاطا استعمال کیے تھے

واللہ بی "نیشنل نمونہ از خرملاک" چند آئین ہیں کہ اس میں  
 صفحہ ۳۷۲ پر وہاں "۱۱" میں بطور خاصہ لکھا گیا ہے۔  
 "اگر کسی شخص کے احترام کے لئے یا ضرورت ہے کہ اس  
 پر کسی پہلو سے کوئی تنقید نہ کی جائے تو ہم اس کو احترام نہیں  
 سمجھتے بلکہ بیت پرستی کہتے ہیں اور اس بعد اس کو مشافہ  
 بلکہ ان مقاصد کے ایک اہم مقصد ہے جس کو کامیاب  
 اسلامی لہجہ پیش نظر رکھتی ہے۔"

غور فرمائیے اس کے الفاظ میں وہ علوم ہے جو کہ ایمان، اولیائے  
 صلہ، انبیاء، ائمہ مناصب، محدثین، فقہاء، عمامہ و عمامہ سے سبکدوش  
 ہے جس کے علوم اس کے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ حضرت  
 مولا و عیسیٰ علیہم السلام اور نہ خلفائے راشدین و غیرہ میں سے کوئی ایسا مسئلہ  
 نہیں ہے۔ کسی کو گنا تنقید سے اور گنا اور گناہ پرستی اور شرک ہے۔  
 اور ہر دستور جماعت مطہر و کتبہ جماعت اسلامی لاہور صفحہ ۱۰۷ پر ہے  
 "رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معبود نہ بنائے  
 کسی کو تنقید سے بالاتر۔ بگے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا

---

... کہنے استعمال ہوتے ہیں اس سے بچنا چاہیے اور اگر ضرورت سے یہ استعمال  
 کو نظریات مخالف کے ہی استعمال یا یہ سے اور ہر کسی سے علم و نظر یہ کہ کسی میں ایسا کوئی  
 فرد ہی ماننا کہ یہ سے تقریرات معلوم کریں تو اللہ بزرگ ہمارا مشاقتا  
 ماننا ہے اللہ کے فضل سے اس کے بعد ہی ہر ایک اور ہر ایک سے یہی ہے  
 حضرت استاذ الامام احمد علیہ السلام صاحب کلام نے جو اس وقت کے لکھے ہوئے ہیں



رضی اللہ عنہم جمعہ میں کے متعلق اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے :-

آلَا الْغُرَاتِ الْأَذْوَانِ حَتَّ  
 اور بہت کرنے والے پہلے ہوا کریں  
 وَالْمَقَامِ الْبُحْرَانِ وَالْأَنْصَابِ  
 اور انصار اور خبروں نے ان کی پیروی  
 وَالذَّوْنِ الْبُحْرَانِ الْبُحْرَانِ  
 کی نکلو کاری میں، اللہ ان کی راہ میں  
 كَرِهِيَ اللَّهُ حَقِّقَةً وَتَرْتَبُو  
 اللہ سے اللہ سے راہ میں اور اللہ نے  
 حَتَّةَ قَاعًا لَمْ حَبَسْتُمْ  
 تیار کر کے ہیں ان کیلئے باغ  
 بَلَّغِيْنِ لِحَتِّهَا الْأَنْهَارُ الْبُحْرَانِ  
 بہتی ہیں ان کی نیچے نہیں رہی،  
 بِهَا أَنبَا ذَلِكِ الْفُورِ  
 اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔  
 الْبُحْرَانِ (شعرہ زہد)  
 لہری جگہ فرماتا ہے،

لَقَدْ تَرْتَبُوْنَ اللَّهُ وَالذَّوْنِ  
 محض اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ  
 مَقَامِ الْبُحْرَانِ الْبُحْرَانِ  
 آپ کے ساتھ ہی سخت ہیں اگر وہ  
 رَحْمَةً تَحْتَهُمْ تَرَاهُمْ  
 پر نرم دل ہیں آپس میں یہ ان کو  
 ذَلِكِ الْفُورِ الْبُحْرَانِ  
 دیکھتا ہے رکھ کر نیرالے سوزے کے نکلنے  
 لَقَدْ تَرْتَبُوْنَ اللَّهُ وَالذَّوْنِ  
 طلب کرتے ہیں اللہ لعل اور شہری

خدا عز و جل اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں جو لوگ اللہ کے ساتھ ہیں۔ اگر اللہ سے ہے کہ میں  
 جو اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔  
 اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔  
 اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔  
 اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کے ساتھ ہیں جو اللہ کے ساتھ ہیں۔



وَتَنظُرُونَ فِيهَا الْفُجُورَ  
 وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
 الْآخِرِ ۚ بَلَّغُوا آيَاتِنَا  
 لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ

نیک کاموں کا اور مش کرنے جو  
 نیکے کاموں کو اور ایمان رکھتے ہمارے  
 پانچویں جگہ فرماتا ہے :-

وَأَنَّ لِلَّهِ لِيُسْمِعَهُ  
 أُمَّةً وَسَطًا لِيَتْلُوَ مَا  
 كُتِبَ عَلَيْهِ مِنْهُ وَيَتْلُوهُ  
 وَهُوَ يُسْمِعُ وَكَانَ  
 عَلِيمًا ۚ

اور اسی طرح ہم نے تم کو  
 بنایا ہے اُمتِ معتدل  
 تاکہ بنو تم گواہ لوگوں پر  
 اور سننے رسولِ مسموع پر  
 گواہ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میاں حقانیت جتلاتے  
 لکھ ما انا علیہ واصحابی مگر یہ جماعت ان کے میاں حق لکھتے کہ  
 اہ ان کو مہر از تنقید کہے کو بت پرستی کہتی ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فرماتے ہیں عَلَيْنَا نَسْتَقِي وَنُسْتَعِينُ وَنُسْتَعِينُ الْوَالِدِينَ  
 الْمَهْدِيِّينَ . حضور اہل بیت را لندوا جلد ۔ اور یہ جماعت ان کی ذہنی فطاری  
 اور میاں حق لکھنے کو خلافت اور بت پرستی قرار دیتی ہے ۔

لے ترجمہ :- میں پر میں اور میرے صحابہ میں  
 سے ترجمہ :- میں پر میں اور میرے صحابہ میں  
 ہفتہ میں آئی سنت کہ ما انا علیہ واصحابی

میں خالق ہیں یہاں سے کہ تم کو مہر از تنقید کہے کو بت پرستی کہتی ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم فرماتے ہیں عَلَيْنَا نَسْتَقِي وَنُسْتَعِينُ وَنُسْتَعِينُ الْوَالِدِينَ  
 الْمَهْدِيِّينَ . حضور اہل بیت را لندوا جلد ۔ اور یہ جماعت ان کی ذہنی فطاری  
 اور میاں حق لکھنے کو خلافت اور بت پرستی قرار دیتی ہے ۔

اصحیٰ کا اصحیٰ اللہ العلیّ ۔  
 صحیح جماعت اللہ العلیّ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم بالذیاب  
من بعدی ابی بکر وعمر اور جماعت اس سے منع کرتی ہے اور  
بیت پرستی کہتی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اصحابی کا انجوم  
یا یہوا اقتد یا ہوا ہتد بہتم۔ اور یہ جماعت اس کو بیت پرستی قرار  
دیتی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رضیت لا وقتی  
ما رضی بہا ابن اُمّ عبدہ اور یہ جماعت اس کو فضلات اور شرک  
قرار دیتی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کنت مستحلحفا  
اسدا ابغیر مشورۃ لا استخفت ابن اُمّ عبدہ۔ اور جماعت ان کو میل  
حق بنانے کا انکار کرتی ہے اور شرک اور اتخاذا رہا بہ من دون اللہ قرار  
دیتی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان الدین عند  
الذریب النالیہ رجیل من اہنا عاں سدہ اور یہ جماعت اس کے مصداق  
اول حضرت امام ابو حنیفہؒ کو میر حسانی ان کے اتباع کو بیت پرستی قرار دیتی ہے

۱۔ تم پر لازم ہے ان دوکی اتباع اور پروا جو میرے بعد ہوں گے میں ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما  
۲۔ میرے صحابہ اور مثل متاول کے شی۔ ان میں سے تم لوگ جس کا اقتدار کو گواہی دے جاؤ گے  
۳۔ میں نے ایسی آیت سکھائی ہے کہ وہی بہتہ کہا جس کو انہوں نے جو حد تک پہنچا  
۴۔ ان میں سے کو میرے پیروں کے پیروں کا تو جہاں پہنچے انہیں حد کر۔



اور جماعت اسلامی کا نصبِ امین ایسے اُمم کو بتلاتی ہے۔

حضرت! اگر میں تمام ضلالت اس جماعت کی ابدانِ اعدادیث کو جو  
تمام صحابہ کرام اور تابعین کے معیارِ حق ہونے اور ان کی ذمہ داری غلامی کے  
عاجب ہونے کی ہیں ذکر کروں تو ایک طویل اور صحیح کتاب جو چلے۔ یہ چند  
باتیں ذکر کر کے امیدوار ہوں کہ فرود کیجئے۔ اگر سمجھ میں آئے تو جلد از جلد ان سے  
علیحدہ ہو جائیے اور ان کی ضلالتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیجئے ورنہ عذابِ  
آخرت کے لئے تیار ہو جائیے۔ یہ استاد کا احترام اسی وقت تک ہے جب تک  
وہ مراویہ سقیم ہے اور جبکہ اس نے صحابہ کرام کا احترام اور اتباعِ مسلمین  
کرام چھوڑ دیا اور تمام مسلمانوں کے ساتھ کلام کو چھوڑ دیا۔ اور باغیوں اور غیر  
مقلدوں اور اہلِ ضلال میں شامل ہو گیا تو کوئی احترام اس کا باقی نہیں رہا۔  
مردہ لوگوں کی کتابوں کو پڑھنا ضلالت اور گمراہی ہے۔ **وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ**  
**وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ. هٰذَا نَا اَقْلَمُ قَلَمًا كَتَبْنَا نَجِيْبًا وَرَبِّضًا**

تنگدستان

ایمین۔ والسلام

(مکتوب نمبر ۳۳، جلد ۳، صفحہ ۳۹۳ تا ۳۹۴)

حسین احمد غفرلہ

ایام مولانا محمد ادریس رحمتا سرگامیہ عظیم کرنا  
 محترم المقام زید محمد کم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 دالانامہ باعوضہ سرفرازی ہوا۔ یاد فرمائی کہ شکر گزار ہوں میرے  
 مکتوبات پر ان کا اعتراض کرنا بے محل ہے  
 (۱) لفظ ہے مکتوب جن میں کھٹا گیا جبکہ میرے پاس کتابیں کا کوئی  
 ذخیرہ نہ تھا۔

(۲) یہ مکتوب شخصی کلام ہے اس میں کوئی اصول اور دستور دکھلایا  
 نہیں گیا۔

- (۳) کسی سماعت کی بنیاد نہیں رکھی گئی۔  
 (۴) اس کو قبل طبع اور بعد طبع پتہ دیکھنے کی نوبت نہیں آئی۔  
 (۵) اس کی تصحیح میں اگرچہ تاثرات بہت کم کوشش اور حرق بریزی  
 فرمائی ہے مگر پھر بھی بہت سی خطیایا غلطی ہوئی موجود ہیں۔  
 (۶) اس میں کوئی عقیدہ نہیں دکھلایا گیا جو کہ ہمارا مذہب ہوتا ہے۔

(۷) محمدی و اسلامی متنا اللہ بطنوں حیاکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 مولانا گرامی! بفضلہ تالیفی ایجاد ہوں۔ صفا کے حضرت ملا باجمیتہ، ذوالحضرت  
 واکہ انور کے و اثرات و گونہ پتہ ہے۔ اہتمام طور پر خود ہی سماعت سے جو تقریر چھاپا جائے  
 ذہن کو شائبہ اور محکمہ کے کیڑے بولے کوشش میں نہیں۔ جو بھی چھاپا ہے کہ اس کا کھٹا کسی اجنبی  
 نام کے ہونے پر مکتوبات شیخ اسلام ہدرا ازل میں سے حضرت ادریس کا ایک مکتوب جو ۱۹۵۵ء پر ہے

(۱۰) اگر اس میں کوئی بات غلط اہل سنت والجماعت  
پائی جائے تو غصی ملنے ہوگی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کو تمام اہل سنت والجماعت خیر مسلم  
مانتے ہیں مگر یہ قابل تسلیم نہیں ہے کہ میاہِ حق صرف معصوم ہی ہو سکتا ہے جس  
سے اللہ تعالیٰ نے لہذا فرما، کا اعلان کر دیا۔ اس کے جلتی اور معتقد فی الجنتہ  
ہونے کا اعلان کر دیا وہ کیوں نہ میاہِ حق ہوگا جس کے تحفظ کی ذمہ داری اٹھ  
تعالیٰ نے لے لی جسے آیت ہجرت بتلاتی ہے اس کے محفوظ ہونے میں کیا  
شک کرنا درست ہوگا؟ جس کا جہاد اصطلاحاً حمایت وغیرہ فہم کا حصہ سے  
سرفراز فرمایا وہ کیوں نہ میاہِ حق ہونے کا اعتبار ہوگا۔

### امور مستولہ عنہما

(۱۱) قبلی کا قتل یقیناً قبل اعطار النبوۃ ہے۔ حضرت منی علیہ السلام  
کو نعت مدین سے ہجرت فرمانے پر رایتہ میں طوع پر عطا فرمائی گئی اور یہاں  
قبلی کے قتل کا حضرت منی علیہ السلام کے معرے مدین جانے کا سبب ہے  
جس کا تقدم ظہیر بن اشجس ہے۔ شورہ قصص میں اعطار حکم ابو سلمہ کا اس  
سے قبل ذکر کرنا تقدم نہائی کا موجب نہیں ہے۔ کما ذکرہ انساب التصریح

ابن ہشام کی خلافت سے متعلق چہا استعمال کیا جائے گا۔ جزیرہ ہجرت کو اسباب کرام کی شان میں  
لقب ایسی آئینہ نہر جانے ہی جہان کے مرتبہ سے نزدیک ہے۔ سورہہ بقرہ خود صحابہ کو غیر  
معصوم ہونے میں ہیں ان سے خطیباں سرزد ہو سکتی ہیں۔ تو جن سے خطیباں سرزد ہو سکتی  
ہیں کہیں سید حق بتایا جاسکتا ہے۔ حیووت اس منہ کے فتنے سامنے آئیں گے تو اس کا مقابلہ کرنے  
کے لئے حاکم کاملی ہو۔ بعض حضرت صالح اور توحہ کہہ رہے ہیں۔ البتہ میں لہجہ عربیہ

(۶) اگرچہ حضرت ہارون علیہ السلام وزیر اور خلیفہ تھے اور ان کو نبوت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذمہ داری سے ملی مگر جب نبوت دیدی گئی تو حسب قاعدہ تکیہ التثنیء اذا ثبت ثبوت بلوازمہ۔ نبوت کے تمام لوازم کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ بازپرس کا حق اسی درجہ میں تسلیم کیا جاسکتا ہے جس درجہ میں لوازم نبوت کا ثبوت رکھا گیا ہو۔ نیز بڑے بھائی ہونے کا بھی احترام کیا گیا ہو چونکہ "یا ہارون ما معک اذا رأیتہم ضلوا ان لا تتبعہم ان عصیت امری تکلم ہی ہو سکتے ہیں۔ انڈر اس اخذ لیبہ اور بجز بازپرس میں سے نہیں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس القار الخواج کو وضع کے معنی میں مینا تحریر میں معنی سے جدا نہیں ہے۔

اس مقام پر اس سے غصت کرنا فطری ہو گا کہ ہم معصیت کی حقیقت پر خود نہ کریں۔

محترماً کسی عمل کے طاعت اور معصیت ہونے کا مدار تیسے ہی پر ہے  
 أَنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَأَنَّ الْمَکَالَفَ لَهَا قَوَائِمٌ فَهِيَ حَرَمٌ كَمَا  
 صَدَقَتْ أَنَّ الْفُلَّ لَا يَنْظُرُ فِي صَوْرَةِ مَبْلٍ يَنْظُرُ فِي قَلْبِهِ وَنِيَّتِهِ أَكْثَرُ مَا  
 مَالٍ أَيْسَرُ الْأَعْمَالِ بِمَنْزِلَةِ الْخَطِّ بِأَفْطَحٍ مِنْ مَادَّةٍ وَهِيَ حَقِيقَةٌ

الطہان کے لئے چند باتیں جانتا چاہتا ہوں جو درج ذیل ہیں۔ اجمالی اشارات بھی کافی ہو سکتے ہیں۔ اجمال کی تفصیل ان اشارات میں خود کریں گا۔

(۱) قبلی کے قتل کا واقعہ قبل نبوت کا ہے یا بعد نبوت کا۔

(۲) یہ درست ہے کہ حضرت ہارون نبی تھے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ بڑے بھائی تھے لیکن یہ بھی

حقیقت ہے کہ وہ ان کے وزیر اور خلیفہ تھے۔ خلیفہ سے اس کی کوئی تعلق نہیں ہے بازپرس کا حق

معصیت نہ ہوں گے (بجائزیت میں فساد اور نافرمانی نہ ہو) اگرچہ صورت معصیت پر کبھی مواخذہ بھی ہو جائے۔ فان حسنات الابوار مستحبات القرآن بین نزدیکیاں بیش بود حیرانی۔ یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیت ان معاملات میں صحیح تھی۔ جس پر خداوندی اور غیرت پرینی ان اسباب اور اعمال کے موجدات ہی اس لئے تخلقات اور تکلفات کا ارتکاب بے گناہ ہے جس سے تحریرہ مشنری کا بہت بڑا مواخذہ نکلتا ہے۔ عصمت تو معصیت سے محفوظ کی ضمانت کرتی ہے۔ سہو، غلطی، غلط فہمی کی محافظ نہیں ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ وقت شفاعت کبیری قتل قبیلی کا تذکرہ فرمایا گیا اور حضرت ہارون علیہ السلام اور ابراہیم کا تذکرہ نہیں کیا یا قبیلی کے قتل میں نیت کا فرق کچھ نہ کچھ ضرور ہے، اگرچہ قصور قتل نہ ہو مگر اس واقعہ میں نیت نہایت اعلیٰ تھی۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے استغفار (عما فعلہ بہا لون علیہ السلام والا لولوح) کے متعلق تفسیر مطہری جلد ثالث ص ۳۳۲ میں ہے:

وَالظَّاهِرُ انَّ الْقَصْدَ الِاسْتِغْفَارِ لِأَخِيهِ صَدْرًا لِي  
فَضْلًا تَوْطِئَةً وَدَفْعًا لِلشَّعَامَةِ حَتَّى يُوَلِّاكَ سِتْرًا

یہ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیت سے باز پرس فرمائی، بشما خلقہونی اس پر توبہ ہے تاکہ سائل اس حالت سے توبہ کی کوئی کا سوال کرے جیسا کہ ہے۔ رہا القاء اور اخلاص کا ذکر تو کیوں نہیں ہے اللہ کو رحمت کے موقع میں دیا جانے کے لئے توبہ کے اظہار کے لئے القاء کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اگر ایسا صورت ہو تو صاحب کا ہونا ہے۔ یہی صورت زیادہ عورات ہو سکتی ہے جو کسی کو خوش نصیب میں لیا جاتا ہے یا کا ظہور ہوا۔

الاستغفار للعباد ان يبده بالاستغفار لنفسه  
 ونهاى تركيبة النفس ولان الذنوب بعد الاعتناء  
 القرب الى الاجابة ومن ثم ورد في دعاء الجنائزة  
 اللهم اغفر لحينا وميتنا قدامها لاستغفار للاحياء  
 لكونه منهم وفي الدعاء لاهل القبور يغفر الله  
 لنا ولكم وقال الله لنبينا صلى الله عليه وسلم  
 مع كونه معصوماً واستغفر لذنوبك وللمؤمنين  
 والمؤمنات حتى تبقى منه سنة في امته الى

اُس جہدت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے  
 آپ کو ترکِ صحبت نہیں گئے ہیں اور نہ حقیقتاً اس سے استغفار کرتے  
 ہیں، بلکہ اپنے استغفار کو بھائی کے استغفار کی طرحیہ  
 تہمید بناتے ہیں۔

اور اگر بالفرض مذکورہ بالا تحقیق ناقابلِ قبول ہی سمجھی جائے (حالانکہ  
 اس کے قبول کے شواہد صحیح موجود ہیں) تو پھر اس کے قبول کرنے میں کوئی  
 ہرج نہیں کہ غلطی اور سبقتِ ظلم ہے۔ استغفار اللہ عن خلق ذنوباً حسب الیہ

(۳) حضرت مالاکا ارشاد ہے: مگر اس ذنوب سے حضرت موسیٰ کا استغفار مقبول نہیں ہوا کہ  
 استغفار مقبول ہے، قال رب انظر لی وراعی ذنوبی واذین فی ذنوبی واذنت اذنتہم انی محض  
 کہہ رہا کہ جس کی تہمید ہے۔

(۴) ایسی کہ تمام معصوم ہیں اور ہر معصوم ہونے کے لیے ہر شخص میں ہونا چاہیے اور ان کے لیے  
 خدا صاف خودی اور اس کی لغزشی، یہی معصوموں کی لاری اس لیے باخبر انہیں مبارک حق

(۱۴) ایدہ علیہم السلام کو معاہدہ حق قرار دینا اور اس کو جو کہ  
ایمان سمجھنا کسی نفس مرتکب میں وارد ہے یا عقل قضیہ ہے۔ یعنی جس طرح  
عقائد سونے اندر مل اندر علیہم السلام نص مرتکب ہے۔ کہ جو معاہدہ حق میں کسی نفس  
میں وارد ہے کہ اس کو جو بوجہ ایمان جلا جائے یا نہیں، یا کسی نفس میں وارد ہے  
ایسی معاہدہ حق یا کہیں فرمایا گیا ہے۔ "الاجبیاد معاہدہ حق"۔

یہ اگر نفس مرتکب میں وارد نہیں ہے بلکہ عقل صحیح اور کامل پر ہے  
اس کے باعث نہیں تو کیا رسالت اور معاہدہ حق میں نسبت مساوات ہے تاکہ  
یہ کہا جاسکے "کل نبی معاہدہ حق اور کل معاہدہ حق نبی" اور اس میں نسبتاً کہا جاسکے  
"کافی ہا من الاجبیاد، الا وہ معاہدہ حق" اور "کافی ہا من معاہدہ حق، الا وہ نبی"۔  
اسی صورت میں نسبت ہمہ خصوص مطلق ہے یعنی کل ہی معاہدہ حق "کناہ سلم ہے  
مگر کل معاہدہ حق ہی غیر لازم تسلیم ہے کیوں نہیں ہو سکتا کہ کوئی معاہدہ حق ہو  
اور وہ نبی نہ ہو۔

۵۔ اگر صورت مساوی اور خطوط سے مختلف کی ذمہ دار ہے تو بنائے  
خاصہ ہی کہیں ذمہ دار نہ ہوگی اور خصوصاً ایک اس کی خصوصاً ہا منیو بیجی وی ہو  
جس کے ساتھ ذمہ دار ہوا ہر کہ تمام کائنات حاضر ہی کوئی چیز اس سے چھوٹ

تسلیم کر رہا ہو، اس کی صورت میں ذمہ دار و بطور خصوصاً ہا منیو بیجی وی ہو  
و کناہ ہا منیو بیجی وی ہو، اس کی صورت میں ذمہ دار و بطور خصوصاً ہا منیو بیجی وی ہو  
تسلیم کر رہا ہو، اس کی صورت میں ذمہ دار و بطور خصوصاً ہا منیو بیجی وی ہو  
و کناہ ہا منیو بیجی وی ہو، اس کی صورت میں ذمہ دار و بطور خصوصاً ہا منیو بیجی وی ہو

نہیں سکتی۔ فلا شہتانہ و نالی لا یضلہا و لا یفتنی۔ سابقین اولیٰ  
 کے متعلق آیت طہہ پر خود فرمائی کہ کس کا اللہ تعالیٰ نے اس سے ہی بھلا کی  
 تصریح فرمائی ہے۔

۷۔ اگر حضرت عباسی اور ظاہریوں سے حفظ کی اشد تاکید ہو سکتی ہے  
 تو قلم مطہر علوم النور کا پارشاہ قطبیؒ کی کفالت کا "و تکیوت اللہ  
 حَقَّ التَّوَكُّلِ لِمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ إِذَا نَزَّ بِشَيْءٍ عَلَى رَسُولٍ لَوَّحَ بِرُوحِهِ  
 وَالرُّسُلُ وَالْمُؤْتَمِنَاتُ، أَوْ كَرِيكَ لَطْمًا تَلْبِثُ ذُنُوبًا كَثِيرًا  
 أَثْمَ وَبِغَضِّ قَالِهِ تَوَلَّى حَكِيمٌ" کیوں نہیں نذر ہوا گا۔ کیا  
 اس غیر می شک کرنا درست ہو سکتا ہے۔ کیا اس میں تاویل کر نہیں ہے تو  
 چھوٹ گئے ہیں زمیندار حق ہوں گے۔

۸۔ اگر حضرت (جس کا موت اشد کسی قطبی نص میں نہیں ہے  
 اشارات و دلالت کی سے خود کہا ہے) قابل اعتماد ہے تو غیر خداوندی  
 قول و قولوں کی بیعت کی جو قطبیؒ نے کی ہے کیوں نہیں قابل اعتماد ہے۔ کیا  
 اس میں شک کرنا درست ہوگا اور کیا قولی بیعت کسی ماضی ہونے والے مان کیلئے  
 ہو سکتا ہے۔ سابقین انہیں صحابہ کے لئے فرمایا جاتا ہے "فاحد لہم  
 جنتان تجری تحتھا الانہار خالدین فیہا ابدًا اولئک اللہ الفون  
 العظيمة جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور و جبرئیل و جبرئیل  
 نوران اللہ علیہم اجمعین کو بیعت ہوگی جنتوں کے لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہی  
 کیا اس کی تعلیلا ہو سکتی ہے۔ پھر کو یہ حدیث صحیحہ میں نہ ہوں گے اور ناگزیر





تو در حضور کوفی زنده گی من کتب غیر خداوندی لازمند که در حال  
سب (ا) اورا اگر عقل نفس کان بدن کی تو اس کا تملک کر لی جسکی  
وہ ذمہ داری ہے اسی سے لگے۔

(۵) کہیں نہ تحریر یا اور اس سے اس کا تملک ہو سکیگا غلامان  
سَلِّطُوا عَلٰی حَبِيْبٍ سَلَّمَ قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْوَالِ كَمَا مَخَّذُ كَوْنَتَ بَعْدَ  
عَلَمٍ وَيَكْفُرُ مَخَّذُ قَعْتِهَا اَوْ سَلَّمَ قَالِ وَقَالَ حَبِيْبٌ لَكَ اَلَمْ يَلْحَقْ  
يَلْحَقُ عَلٰى اِسْمِ طَيْرٍ اَوْ سَلَّمَ قَالِ

(۶) کہیں نہ روایات سے اس کا تملک کیا جا سکیگا مثال  
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ النَّبِيُّ وَوَجِبَتْ لِلْبَطَلِ  
قَالُوا وَمَا لِلْبَطَلِ بِأَسْمَحَ لَهَا قَالَ الرُّوْمُ بِالنَّصَابَةِ بِرَاهَا  
الرُّومُ اَوْ تَرَى لَهَا (اَوْ سَلَّمَ قَالِ) وَقَالَ عَلِيٌّ بِالسَّلَامِ الرُّوْمِ  
النَّصَابَةِ سِرًّا مِنْ سِتْرَةٍ وَاِرَاجِلِيْنَ جِرْمَانِيْنَ النَّبِيُّ اَوْ كَقَالِ  
۱۰، کہیں۔ بصورت خاص زمینیں اس کی تملک کر سکیں۔ قَالِ

لَطْفَتَانِ كُلُّ فِدٍ وَتَسْبِيْحِيْنَ اَوْ قَالِ اِلَى لَطْفَتَانِ تَعْبِيْرًا اَوْ

عربی کا تملک نہ ہو سکیگا اگر غیر خود میں ہو جس سے تملک ہو سکتا ہے  
تکون ہوا ہے اور تملک ہو سکتا ہے اگر وہ کسی کو دے دے تو اس کو تملک ہو  
وہ۔ جس کا تملک ہو سکتا ہے اگر وہ کسی کو دے دے تو اس کو تملک ہو  
تکون ہوا ہے اور تملک ہو سکتا ہے اگر وہ کسی کو دے دے تو اس کو تملک ہو  
تکون ہوا ہے اور تملک ہو سکتا ہے اگر وہ کسی کو دے دے تو اس کو تملک ہو

تکون ہوا ہے اور تملک ہو سکتا ہے اگر وہ کسی کو دے دے تو اس کو تملک ہو  
تکون ہوا ہے اور تملک ہو سکتا ہے اگر وہ کسی کو دے دے تو اس کو تملک ہو  
تکون ہوا ہے اور تملک ہو سکتا ہے اگر وہ کسی کو دے دے تو اس کو تملک ہو

وَمَنْ يَلْتَمِسْهُ فَبِئْسَ الْبَطِينُ الْمُجْرِمُ

وَقَالَ الْمَلِكُ مَتَى أَهْرَ حَلْبَةَ قَسَمْتُ الْقَوْلَ فَرَأَسْتُ الْمَلُومِ

فَأَنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ الْبَطْنِ (ص ۸۵)

(۱) جبکہ ارشاد ہے: فَتَجْتَمِعُ أَسْتَقْرَ عَلَى الضَّلَالَةِ اِدْوَارِ اِسْتِاْن

فَرَأَى وَمَنْ يَلْتَمِسْهُ فَبِئْسَ الْبَطِينُ الْمُجْرِمُ لَوْلَاهُ مَا قَرَأْتِ الْقَدْرَ

تو کیا یہ ارشاد باعثِ غلط نہ ہو گا اور نہ قادرِ مطلق مقلبِ صحرابِ غلط کہ

ایسی غلطیوں کو نصیب و نابود نہ کر دے گا؟

حضرت! صحابہ کرام کی وہ غلطیاں ہیں کہ آپ اسکاں بلکہ دروغ کے

دور ہیں دکھائی دے رہی ہیں۔ اگر وہ الیتِ تاریخیہ احادیث سے ثابت ہیں تو وہ

ان قطعاً ثابت قرآن کے سامنے کسی طرح کی حقیقت نہیں کہتیں یا اور اگر ان

کی کوئی حقیقت ہو بھی تو وہ نیت ہونے فاسد سے صادر ہوئی ہے یا سب سے

صالح سے کیونکہ ایسا اوقاتِ غلط ہی اور غلط سے کوئی عمل صادر ہو سکتا ہے مگر

وہ ان اعمالِ قبیحہ سے بہت ہی گرا ہوا اور ضعیف شمار ہوتا ہے جو کہ عہدِ اہل

ہنسی، فاسد و قروح میں آئے ہوں۔ قتلِ عمد اور قتلِ خطا کی جہازوں میں

کس قسم کا فساد ہے۔ حالانکہ وہ فرد میں مقتول کی جان ہلاک ہوتی ہے مگر

کسی قسم کی زندگی نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خود کو تو کیا اس وطنِ ایشیہ کی داستان

پرگلی جو جان بوجھ کر ایشیہ سے جھٹک رہا ہے۔ حالانکہ وہ لوگوں میں جہاد

کے وہ لوگوں میں سے ہے جو کہ اپنے وطن کی خاطر جہاد کے لئے تیار ہیں۔

جس سے یہ کہتا ہے کہ اس کا جہاد تو ایسا ہے جو کہ اس کی جان بوجھ کر ایشیہ سے جھٹک رہا ہے۔

مستحق ہے۔ پھر حال جو اعمالِ خطا ہونے سے ہے ان اعمال سے نہایت  
 نکلے ہیں جو کہ نماز کے ہوں، عشاء، یحییٰ، صبح، اور عشاء میں ہو یا علم یا بوجھ میں ہو۔  
 ثانی الذکر ہی کو مصیبت کہا جاتا ہے، بخلاف اول الذکر کے۔ ان کے لئے تو  
 رنج کی تصریح ہے۔ **كَانَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَخْفَى عِنْدَنَا آيَاتُ كَيْفِيَّتِنَا**  
**أَوْ أَسْطُنَاتِنَا۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعْنَا**  
**أَسْتِجْنَ السُّعْيَ وَالنَّيَّاتِ۔** انہیاریطیم التلام کی خطا میں سب اس  
 قسم کی ہیں اس لئے وہ باوجود مصیبت صحت پذیر ہو جاتا ہے، فسادیت  
 کا شائبہ بھی نہیں سہی وجہ سے **أَمَّا الْهُنُوتُ** والجماعت مشاہرات صحابہ  
 وخوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو خطا اجتہادی قرار دیتے ہیں۔ اگر حضرت آدم  
 علیہ السلام کے ارتکابِ اکل ثمرہ کو ارتدادِ فحشی و لہو نجد لہو عذما  
 و ذنب خفیف اور غیر موجب مؤاخذہ اور داخل فی المصیبت قرار دیتے ہیں تو حضرت  
 علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مشاہرات کو ان کے سابقہ کی آیات  
 اور احادیث سے سمجھ کر کہیں نہ سکیں اور غیر موجب مؤاخذہ اور داخل فی المصیبت  
 قرار دیں گی اور کہیں نہ ان کے حامی کو خطا اجتہادی قرار دیکر منترہ اور پک  
 بھاجلئے گا۔

حضرت ابوصالح کراشم میں جو بھی کمالات اور مہلالتیاں ہیں خواہ از کس  
 علم ہوں یا از کس علم، وہ سب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے

لہ لہ رہتے ہیں۔ بجز ان کے کہ ان میں سے جو کسی نے مہلالت سے خطا اور سیاہی ماسک لیا  
 گہو سے پھر بھول گیا، پھر ان کے لئے اس میں بخوشی

مذہب اور آپ کے اتباع میں ہے۔ بدلتے کہ نہیں ہے۔ مگر جب قرآن اور احادیث صحیحہ میں ساری ساری عبادت کی خبر دی تو آج ہم کو ان کی سیاریت میں کلام اور عمل کرنے کی تعلیمات کا انکار ہو گا جو کہ انکار کتاب اللہ ہے۔

آپ کا یہ ارشاد: "ہر تمام امور میں ان کی اتباع کیسے ہوگی ہے۔" اس سے یہ سب ہی باتوں میں ان کی اتباع تک کہ ان کے پاس کسی شے کے ٹکے نہ ہوں، اس سے اس سے پہلے رسول ہی کی سنت ہوگی۔ پھر صحابہ کو یہ ساری باتیں کہنے کا کیا مطلب؟ میری بات میں نہیں آتی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں بھی تو عبادت اور احادیث صحیحہ موجود ہیں تو پھر آپ کو بھی صحابہ میں کس طرح قرار دے سکتے ہیں اور پھر آگے چلے۔ جناب باری سبحانہ تعالیٰ کے ارشادات قرآنیہ میں بھی تو یہ ساری باتیں و تفصیلات موجود ہیں۔ پھر کتاب اللہ اور جناب باری عز و جل کو بھی صحابہ میں زکوٰۃ، ہنک، ہر گناہ کی وجہ سے تو جہنم میں اور اسطون کلام میں ہر وہ بات رسول خدا و کلام اللہ کتب پر جو وہ لکھا ہے وہی کی فرصت میں ہی آئی۔ پھر حدیث اقتداء بالذکر من بعدی ہی، بگو وہ جس حدیث اور علیہ کتب مستفیق و مستقہ العظماؤا و الراسخون العابدین، عسوا علیہما یا لیسوا جند وغیرہ احادیث صحیحہ کثیرہ اور ان صحابہ کرام کا اتباع جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے ہے۔ صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۰۰

۱۰۰۔ آپ کے یہ فریضے و تکالیف اللہ تعالیٰ نے ہی رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہی ان کی تعلیم اور احادیث صحیحہ میں ان کے ساتھ ہے۔

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہی کا اتباع ہے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر واجب کیا ہے۔ ان کا اتباع بحیثیت رسالت نہیں ہے بلکہ بحیثیت نقل و نحم ہی کیا جاتا ہے۔ کسی کو مطلقاً بالذات نہیں کہا جاتا ہے۔ مطلق مطلق تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے یہ کلام جاب و جاب والا کا کچھ میں نہیں آتا۔ غور فرمائیے۔

(۵) آپ فرماتے ہیں: "اگر سمیاء، حق ہیں تو جملہ صحابہؓ یا محض خلفاء

لاشعریٰ:

مختر! جن صحابہ کے متعلق نصوص وارد ہیں ان کے لئے تو اس کو تسلیم کرنا ضروری ہوگا۔ آپ نے دوبارہ صحابہ کرام نصوص کو دیکھ لیا۔ اب آپ خود فیصد فرمائیے، مگر مودودی صاحب تو سلب کل فرماتے ہیں، کسی ایک صحابی کو مستثنیٰ نہیں کرتے بلکہ تمام ابیاء کو بھی سوائے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید حق، تنقید سے باہر، اور ان کی ذمہ داری جہاد نہیں قرار دیتے تو پھر یہ عقیدہ مودودی ان کس طرح ہائز اور مستحکم ہے اور کس طرح تعلیم ایمان کی تعلیم قرار دیا جاسکتی ہے۔ خود فرمائیے اہل ان کے ایمان کو ثابت کیجئے جو ہم کو نسلی مسلمان اور آپ صاحب کو اصلی مسلمان کہتے ہیں قرآنی اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَائِرِ الْمُرْسَلِينَ۔ (کنز الدقائق ص ۱۰۱)

نگوہ اسات

حصین احمد غفرلہ



ایمان جہتے لانا عقیدہ الہادیت صاحبہ بیا بادی

محترم اس مقام پر یہ مجدد کم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

واللہ اعلم بالصواب۔ موزعہ رسمی داعشہ سرفرازی ہوا، گرمی کی شدت اور شالی

رضائی کی گراں باری کی وجہ سے باوجود ضرورت اللہ و ذاد چہرہ وجہ کے احوال

مرفوضہ میں تانیہ ہو گئی۔ تمہارا اللہ خیر و عافیت سے بھلا، جناب کا جو بیان چھپا ہے

اُس کی ایک کاپی حاصل کر کے ارسال خدمت کرنا ہوں تاکہ غور فرمائیں۔

مندرجہ ذیل احمد قابل فرمائیے۔

(۱) یہ بیادری عقیدہ دستور اس جماعت کا بنیاد گیا ہے جس کو مودودی

صاحب نے انشاء کیا ہے اور اس کا اصل مسلمان احمدیہ کے کونسل مسلمان کے

نقشبہ سے بار بار یاد لراتے ہیں۔

(۲) اس عقیدہ کی بنیاد پر اجتہاد ہر عربی ملتے والے گزشتہ اور پروفیسر

دنیو پر اس صحیح فرہی ہو جاتا ہے جیسے کہ یہ اللہ پانی ہر انسان کے لئے ضروری

ہیں چنانچہ ان کی تصانیف تصریح کر رہی ہیں۔

(۳) اس عقیدہ والے کو تقلید کسی امام مذہب اور امام فریقیت اللہ

کسی تابعی اور کسی صحابی کی کرنی درست نہیں ہے۔

(۴) ان لوگوں کی تصریح ہے کہ بجز دشمن اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام

انسان نوحا صحابہ ہیں یا تابعین، خلفاء راشدین، بھلا یا غیر خلفاء، ائمہ جرح و





یہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ قرآن مجید میں اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں اس فقہ ان کی توثیق اور تصدیق کر دی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں البتہ خواجہ ابوالفضل وغیرہ فرقہ بندی و معاملات و صحابہ کے قائل نہیں ہیں۔ سب سوال ہوتا ہے کہ اگر صحابہ کرام میں انسانی کمزوریاں اسی طرح غالب تھیں تو کتاب و قرآن مجید اور حدیث (سنن) پر اعتماد کیسے ہو سکتا ہے۔ ہر طرد و زعمی کو گتہ گتہ کرنے اور دین اسلام سے برگشتہ کرنے کا موقع اتنا آتا ہے۔

بہر حال یہ عقیدہ جس کے متعلق آپ نے بلا غور و فکر فرمایا کہ ”آپ نے بیاد دی عقیدہ کی جو عبارت عقل کی وہ تو میں حق و صواب ہے اور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا ہی چاہیے“ بلاغ میرے کما بکھر میں نہیں آتا۔ آپ تو مروجہ صاحب کے اقوال اور عقائد سے بہت زیادہ واقف ہیں کیا ان الفاظ میں تمہیں شہد اور انتہائی تخریب پہنچانا نہیں کی گئی ہے۔

(الف) رسول خدا (علیہ السلام) کے سوا جتنے انبیاء علیہم السلام ہیں کیا وہ معیار حق نہیں ہیں؟

(ب) کیا ان پر کج بھی ایمان لانا اور اطلاق کاملہ و اعمال بہت سے مشصق قرار دینا فرض نہیں ہے؟

(ج) کیا ان کی شان منصب بہت سے خلافت کسی قسم کی گستاخی کرنا آج جائز ہے؟

(د) کیا معیاریت حق لازم بہت سے نہیں ہے؟ اس کا انکار ان کی بہت سے انکار کو مستلزم نہ ہوگا؟

(۱۰) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک حق قرار دیا اور فرمایا کہ  
انبیاء طیبہم السلام عاں وھن کو نفی کرنا جیسے کہ مرتکب ہو گیا اس کا حکم ہے۔  
کیا یہ تفریق بین المرسل اور سلام میں

(۱۱) کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق بحسب انبیاء ہونا اس  
بات کی ضمانت دیتا ہے کہ جن انبیاء و طیبہم السلام کی تفصیل قرآن اور حدیث میں  
آئی ہے اس کا انکار کر دیا جائے؟

(۱۲) کیا اصل فقہ کا مسلم مسئلہ نہیں ہے کہ شریعت من قبلنا شریعت  
لنا الا الذاریکھ معلوفا وکلیفنا کتبا

(۱۳) کیا قرآن عید کی آیت "مَنْ قَرَّبَ الْذَنْبَ الْذَنْبَ هَدَى اللَّهُ فَمَنْ ذَا الَّذِي  
اٰخْتَلَفَ (مُسْتَفْهِمًا) ثُمَّ اَدْبَسَ لِيْكَ اٰمْرًا يَوْمَئِذٍ اِنْ اَبَيْتُمْ سِيْرًا  
رَّحْمَةً لِّمَنْ قُوْنُوْا اَمَّا بِاٰثْمِهِمْ وَمَا اَخْتَلَفَ الْاِيْتَا قَمَّا اَنْزَلْنَا الْوَحْيَ اِنَّا يَوْمَئِذٍ  
فَدَاخِنُوْنِيْكَ عَقِيْبًا (شعۃ حق) وغیرہ آیات مستعدہ میں آج بھی ان اجنبی  
طیبہم السلام پر ایمان لانے اور یقین رکھنے اور ان کو مبارک حق ماننے کا حکم قطعی ہے۔  
اس کے علاوہ بالاس کے ہوتے ہوئے آپ کا جواب صحیح نہیں آتا۔ محمد نے  
پیشاد اس علم میں لہا تھا انبیاء سابقین کی تصدیق اور ان پر ایمان تو ایک کلام  
ہو اس لئے ہے۔ یقین نہیں آتا کہ مروجہ صاحب یا ان کے اتباع میں ہے کسی  
نے اس سے انکار کیا ہو۔ ان کی مرتکب ضمانت کا انکار ہے۔ مروجہ صاحب  
و تصدیق جماعت کا گم ہے۔ جسے ماننے سے ہمتہ شائع اور معمول ہے۔  
ہے اور اعتراف جماعت کے ساتھ سلب کی کے طور پر ہر انسان سے مبارک حق

حق اور عقیدہ سے بالاتر تمام ذہنی غلامی کے ابتلاک ترویج کرنے میں، پھر آپ کی  
 یہ توجیہ کس طرح قابلِ تسلیم ہو سکتی ہے۔ اس عزم اور استقامت اور سلبِ کل لفظ  
 کو کہاں پہنچائی گئے۔ رحمتِ اللعالمیہ ہے اسکاوت فی جنہور میں عہدہ پر نہیں آیا  
 اسی اگر آپ سہ روزی صاحبینک تصانیف اور ان کے محاسن کا تاہیات کا  
 استقصاء فرمائیے گئے تو صرف عام اہلکار کو مشورہ بلکہ وہ اسرارِ سلطنت کی نگاہ  
 کے بے پناہ فہم سے پتا چلا اور ان کی سفید سے نہات۔ دیکھئے گئے۔

بہر حال اللغات صاف ہیں۔ آپ کا درجہ سے فقارِ عطا کا کلام جس پر  
 لوگوں کو غلط بردی اور گڑبگی سے بچانے کی کسی شخص کی تکلیف تھیں۔ یہ غلط نظر نہیں ہے  
 بلکہ اس پروری غلط اور ناسرے عقیدہ سے لوگوں کو بکا گیا ہے۔ خود فرما ہے۔

لفظاً سچا ہے جس کی جو تاہلی غلطی نے مراد بنا اور وہی باعظافاً وہی  
 عمل اصل ہے۔ اگر بغیر صحتِ ایمانی تھا بیجا کہ وہاں سے ہی پر کہا گیا ہے  
 "سپہار سے اس جہت کا اشارہ ملتا ہے کہ کہتے ہیں۔ یہی سلا مسیحا  
 حق دیکھا ہی ہے۔" تو انہوں میں یہ ہے کہ اس قسم کا امتحان اختیار کرنے پر  
 اس کی تصویب کرنے ہے تو ہمہ ہی نہیں آتا کہ شیعہ جہت یعنی اپنے  
 بنیادی عقیدہ کی جو جہت نقل کی وہ تو میں حق و صاحب ہے اور بر سلطان کا  
 بھی عقیدہ برتا ہوا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس کے نفس تو کسی فرقے  
 کے لئے نہیں ہے۔ کس طرح صحیح ہو سکتی ہے جبکہ مسندِ فضیلتی اور تاملی کی کہے  
 رہ گیا کہ آپ فرماتے ہیں کہ وہ تو میں خود صاحب ہے اور سلطان کا عقیدہ بنا  
 ہی جا چکا۔

عزما العظ سہار حق ایک مغزی لفظ ہے کسی فی کا اصطلاحی لفظ نہیں ہے۔ لغت عربی میں سہار بڑا سٹے پر بڑا ہانا ہے جس کے کسی چیز کی معتاد پہچانی ہانے خواہ تپ و کیل جو یا وزن دھیرہ۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کے فعل قول عقیدہ، حال پر پورا اعتماد اسی طرح ہو جائے کہ اس میں قصداً غلطی اور ہیرا ہل کی گنجائش نہ ہو وہ سہار حق ہو گا اور اس کے نہ لیجے حق پہچانا جاوے گا خواہ اس پر وہی الہی آتی ہو۔

(الحصا اگر رسول الہی نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے کلام قطعی لایا ہے تو یہ حق اس شخص کے متعلق خبر دیتا ہے کہ یہاں سے اللہ تعالیٰ ہی، تو یقینی ہنت ہے کہ اس سے قصداً کوئی گناہ سرزد نہیں ہو گا۔ اس علم قدر میں جو کہ "لا یرہبہ غنا و فقرا و ذنبا" کا مصداق ہے فعل لازم آئے گا۔ "وہ تسلیم کرنا ہے" گا کہ اللہ تعالیٰ قصداً گناہ کر جائے سے گناہی ہو سکتا ہے حالانکہ حق وہ تھا اور ہے جس سے اللہ تعالیٰ وامی ہوں قرآن مجید میں ہے "ولا یرہبوا لکفر" اس لئے کسی ایسے شخص کے سہار حق ہونے پر عمل کر سہار ہو گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ ہی لکھنا وامی ہونے کی خبر دی ہے جیسے ساتھیوں آدمیوں پہا جریں اور انصار لیتے ہیں، انہوں نے لکھا کہ تم میں ایسا مطلب جو میرے لئے شرفاً حق میں ارشاد فرما دیا ہے۔

دسہا علی غنا و فقرا اگر قرآن مجید میں کسی کے متعلق ہمیشہ طبعی رہنے کی یعنی کمبیک خبر دی گئی ہے تو اس سے متعلق بھی کوئی قصداً غلطی اور بصیرت کے ابتلا کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یقیناً اس کے اعمال ادا افعال حق ہی

ہوں گے۔ اس میں کوئی شائبہ باطل کا نہیں پایا جاسکتا ورنہ بائبل قطعیاً تائید پر صرف آئے گا یا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان صحابہؓ میں مصیبت کا تحقق ہے وہ مؤید فی الجرحہ ہوں۔ یا یہ غیر تابد حجت کی سابقین اولیٰین ہوا جرحہ اور انصار احمد تابعین بالاسان کے لئے شوریٰ تو یہ ہیں وارث ہے۔

(۵) علیٰ هذا القیاس اگر قرآن مجید میں کسی کے متعلق تحفظ عن المسلمین کا لفظ مذکور ہے تو یہ لفظ صحیح ہے وہ یقیناً صحیح ہے۔ اس کی تمام سرکاتہ سکات نظر خداوندی کی حفاظت میں ہوں گی۔ اس سے کوئی گناہ قصداً صادر نہ ہو گا۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں صحابہ کرامؓ کے متعلق اطلاق کیا گیا ہے۔ مذکورہ ذیل الفاظ پر ملاحظہ فرمائیے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَىٰ كَافِرِي الْأَيْمَانِ وَنِدْبَةٍ فِي قُلُوبِكُمْ

وَكَذَٰلِكَ الْيَكْرُمُ الْكَافِرِينَ الْمُسْلِمِينَ وَالْعَصِيَّانَ أُولَٰئِكَ

هُمُ الرَّاغِبُونَ. الْآيَةُ

کیا اس کفالتِ قہر کے بعد بھی کسی نافرمانی کا احتمال ہو سکتا ہے؟

اسی طرح سورہ تحریم کی آیت "یوم لا یخسر فی اللہ الشہید والذین آمنوا معہ" آیہ سورہ فتح کی آیت "مصدق رسول اللہ والذین معہ" اشد اذ علیٰ الکفر ورجسا وینہوہم اللہ۔ سورہ حشر کی آیت۔ سورہ ابراہیم کی آیت "اللہ متفق وکئی آیتیں قطعی طور پر صحابہؓ ورفیقان اشد علیہم کے متعلق انتہائی توجیہ اور قہر پر زور رکھتی ہیں تو کیا یہ صحابہ کرامؓ صحیح ہیں۔ ہونگے؟ اور ان کے اعمال و اقوال سے جس بھی تائید جاسکتی ہے؟ حالانکہ حدیث شریفہ میں ہے

انصاف کا نتیجہ باہر سے اقتدیت سے اخذ ہوتا ہے۔ جیسے کہ سابق  
 دستۃ السلطہ الثالثہ (۱۸۵۷ء) کے اقتدار بالظہیر سے بھی  
 ان کو عصر ۱۸۵۷ء کی صورت سے اس لئے بہت زیادہ ہی بڑھنے کے  
 عنصر سے ملکہ ہے۔ اس کے بغیر ہمارے اس لئے بھی کہ سکھ اور  
 تامل کی اس تہذیب کے ہمارے اس لئے بھی کہ سکھ اور تامل کی تہذیب کے  
 ہی تو کیا تہذیبیں ہی تہذیبیں ہی تہذیبیں ہی تہذیبیں ہی تہذیبیں ہی  
 حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علیؓ سے بھی نہ  
 کام میں ہوگا کہ ہمارے ہی حضرت ابوبکرؓ ہی ہے، اور یہی ہمارے  
 گل کر کے ان ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہو سکتے ہیں، ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے

ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے  
 ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے

انصاف کے اس لئے کہ ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے ہمارے ہی تہذیب کے

سامنے رکھتا ہوں تو تو ان کو دور کنارِ مخالفت پاتا ہوں۔ مہربانی فرما کر واقعیت سے خبر دیجئے اور مفہوموں کی شکل کردہ تحریر کی تردید فرمائیے۔ احتمالات اور غلطی غلطی کے امکانات سے قطعی فیصلہ کسی عقیدہ دینیہ اور دستور میں کرنا انتہائی ضابطی کے موافق ہے۔ اس سے خلقت کی گمراہی کا وبال اٹھانا لازم آئے گا۔ یہ نہایت مختصر عرض ہے کہ سکاہوں، اگر کوئی موقوفہ ملا تو تفصیلی باتیں عرض کروں گا۔ میری اس عرض پر یہ بھی کہیں نہ ہوں۔ ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اگر ممکن ہو تو جلد جواب باصواب سے مشرف فرمائیں۔

(مکتوبہ جلد دوم ص ۱۱۱)

نگارہ اسفند

حسین احمد غفاری

۳۱ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ



(ایک سوال کے نام)

محترم المقام زید مجاہد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 تمام اہل سنت و جماعت مسلمان ہمیشہ سے اس امر پر متفق ہیں کہ شخص  
 کلمہ لیبہ (اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ) صدق  
 دل سے کہے اس کا ایمان اجمالی متحقق ہو جاتا ہے اور جو شخص جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تمام یقینی باتوں (دورانیت، رسالت، ملائکہ  
 کتابائے خدا و عہد، قیامت، تقدیر، ختم نبوت وغیرہ قطعیات) کو کسی سے مانگے

اور اقرار کر لے اس کا تفصیلی ایرانی متحقق ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان اور ملت اسلامیہ کا فرد بن جاتا ہے۔ اعمال میں کوتاہی سے یہ ایمان و اسلام ناکل نہیں ہوتا۔ اعمالِ ضروریہ کی کوتاہی سے صرف فسق آتا ہے کفر نہیں آتا۔ ان اگر ان امور ایمانیہ کا انکار و عبور پایا جائے تب بیشک استحقاقِ کفر ہوتا ہے۔ اعمالِ خواہ کسی وجہ کے ہوں ان کا ترک کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ البتہ گمراہ فرقے خوارج معتزلہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ اعمالِ مریضیہ کے ترک کرنے سے پاکیرہ گناہ کے مرتکب ہونے سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے۔ آج ہندوستان بھر میں مولوی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور ماسی کی تعلیم اور تلقین کرتی ہے۔

چنانچہ مولوی صاحب اپنے رسالہ "حقیقتِ حج" میں زیر عنوان "حج کی تاریخ کا بعد" میں فرماتے ہیں۔

(نیز ان چھوٹے رسالوں کے علاوہ خطبات میں بھی یہ عبارتیں موجود ہیں اور انہیں سے یہ مضامین اور عبارتیں چھوٹے چھوٹے رسالوں کی صورت میں شائع کئے گئے ہیں)

— "میں نے مسلمان چین کو جہاں کسی یہ خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے۔ دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں کچھ یورپ کو آتے جاتے ہمارے کے ساحل سے بھی گزر جاتے ہیں جہاں سے مگر صرف چند گھنٹوں کی مسافت ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔



بھٹ سکتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور قرآن سے  
 حوالہ ہے جو ان کو مسلمان سمجھتا ہے۔ (خطبات صفحہ ۱۷۷)  
 نیز رسالہ "حقیقتِ زکوٰۃ" میں زیر عنوان "زکوٰۃ کی اہمیت"  
 فرماتے ہیں:-

"اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ ایسا یا ان  
 کی شہادت سب بیکار ہیں، کبھی چشمہ نر کا بھی اعتبار نہیں  
 کیا جاسکتا۔" (خطبات صفحہ ۱۱۱) خلیفہؒ نے کتبہ جامعہ اسلامی  
 گوشہ محل حیدرآباد کو  
 پھر لکھتے ہیں:-

"ان دو ارکانِ اسلام (نماز روزہ) سے جو لوگ نیک گردانی  
 کریں ان کا دھڑی ایمان ہی جھوٹا ہے۔" (خطبات صفحہ ۱۱۱) زکوٰۃ  
 پھر فرماتے ہیں:-

"قرآن کی آیتوں سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی بے محاسبہ اگر  
 آدمی اس کے ثبوت میں تھا اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو تو گناہ گار ہے۔"

ذکرہ بالا تصریحات پر غور فرمائیے۔ پاکستان اور ہندوستان کے وہ تمام  
 سربراہانِ مذہب مسلمان لیڈر جو کہ برسرِ اقتدار ہیں اور فقہ فقہ کے ممالک یورپ اور  
 امریکہ وغیرہ کا سفر کرتے رہتے ہیں یا زمانہ سابق میں ان دور دراز ممالک  
 بالخصوص انگلستان کے سفر کیلئے جے اور نعمت جے و زیارت مدینہ منورہ سے  
 خارج نہیں ہوئے سرسید احمد خاں جیسے محمود سے لے کر اس زمانہ کے جملہ اشخاص میں

میں مگر صراحتاً ان کا نام نہیں لیا۔ اولاً یہ زمانہ تھا کہ اسلام نے دنیا کو فتح کر لیا تھا اور مسلمانوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہنا شروع کر دیا تھا۔ اس لیے کہ وہ قرآن سے جاہل ہے۔ اسی طرح وہ تمام اسلامیات کے اصول و قواعد کو نہیں جانتے یا نماز نہیں پڑھتے یا روزے نہیں رکھتے ان کا دعویٰ یہاں بھی ہے اور ان کا لڑنے پھرنے کا سبب بھی یہ ہے۔ انہیں ان کی شہادت غیر مستحب اور بے گناہ ہے۔ انہیں ان کی شہادت کوئی واسطہ نہیں۔ ایک کے زوال سے دوسرے کا آنا جانا جیسے اس کے لیے جب ان لوگوں کو ایمان اور اسلام سے قطعی طور پر نکال دیا تو قطعی طور پر کفر میں بھی داخل کر دیا گیا اس طرح ان کو بھی کفر سے قطعاً صاحب ایمان کی جماعت یا جماعت کے ساتھ گنہگار نہ سمجھا جاتا۔ ان کو جس سے جلد سے جلد توبہ کر جو ایمان بنا لیں ان کو توبہ کر دینا ضروری ہے (اگر توبہ نہ کریں) اور خداوندی صاحب کے سختی سے توبہ نہ کرے گا توبہ نہ کرے، ہوں، مگر وہ مالک ہیں اور اسلام سے خارج نظر شرعی میں نہیں کہے جاسکتے۔ مگر لا اذن الا اللہ اور ان کو توبہ باعتراف نفع پہنچے گا اگرچہ یہ ایمانوں کی سزا کے بعد ہی ہو (اگر شعا صحت یا دیکھو جوہ صحت کے مستحق نہ ہو سکتا مگر ایچے لوگ غلطی ان سے گھٹتی ہی گئے۔ توبہ باہر بھی ایمان کا دوسرا ہے) ان کے غلطیوں کے ساتھ جنت کے دوزخ کا ذریعہ ہو گا۔ مسلمانوں کے ساتھ ہے ان کی جماعت کا یہ عقیدہ کہ توبہ پر اجتناب علم اور غماض کی طرح غلطی سے ہے۔

**احمال کو حرم و ایمان قرار دینا** | اس مقام پر جب یہ کہا گیا کہ احمال کو حرم قرار دینا  
 کہ حرم ایسا ہے جہاں مرد و عورت دونوں کے ساتھ ہی قونین و عورتوں  
 کی برائی کے نیک سے جان سے خارج ہونے کا جو کوئی سزاوار نہ ہو اس کے  
 مفہوم سے مراد لگاتار ہے۔ یہ ان اسکا الہیہ مشاعرہ کی امت کے مسکن کے ہر ایک  
 صاحب اور احباب کے اصوات میں کے ہر ایک صاحب کے لیے حرم ہے اور ہر ایک  
 کو حرم کے حرم ایمان ہونے کے قابل تو ہم سلف محمدیہ و شاخیں اور الہی  
 کا مرد و عورتی ہر ایک الہی سنت میں سے ہی ہے۔ مگر یہ حرم ہر ایک لفظ سے مراد  
 ہے۔ فاضیہ کو حرم نہیں ایمان کو ایمان کا بزرگ مقیم نہیں کہتے کہ اس کے حرم سے  
 اسد ایم ایمان ہی طوطا ہونے میں ہر ایک حرم کے حرم سے عمل کا انصاف ہو  
 جانتے۔ جہاں جو دستہ اور مکتل کہتے ہیں اور ان کے حرم سے کمال ایمان  
 مسدوم ہوتا ہے۔ نفس ایمان سے نہیں ہوتا ہے کہ اس کا انصاف کے حرم  
 کے بزرگی، بعض مکتوبی ہے کہ انکھوں تک کئی آنکھ ہاتھ پر توڑنے  
 مشورتی جیسے دل، دماغ، جگر و لیو احسانے زمین پہلے تم کے احضار کے  
 کٹ جانے سے اس میں مزاج سے ہے البتہ اس کے حرم کمال میں نقصان پہنچا  
 ہے۔ اختلاف دوسری قسم کے ایمان کے کلمہ آئی۔ رہی اور ان میں صاحبان  
 اس لئے ہر ایک حرم کی جو سکتی عبادت حرم میں ہی عظیم ہر ایک  
 اہمیت رکھتے ہیں اور کمالی فہم ہے۔

"عصا میں امر الساہلہ ولا یخیر صاحبی"

بار تکابھا الا بالشرک " (اس میں وہم و گمبہت میں)

میں بھی (یعنی) حصہ کو جب تک کہ ان کی مصیبت دور نہ ہو  
داخل ہو گا (فرز کا حصہ کا)

امام نووی شافعی شریعہ مسلم ۲۵۰ میں فرماتے ہیں :-

شہان اسرار الایمان یتناول  
حافظ یہ الاسلام فی طرفة  
الحدیث وسائر العطاءات  
لکونہا ثمرات للتصديق  
الہا طعن الذی هو اصل  
الایمان ومقویات ومتمکات  
وصافیات ذلک ولہذا افسر  
صلی اللہ علیہ وسلم الایمان  
فی حدیث عبد القیس  
بالشہادۃ والیقین و  
التوکل وحرم رضان واعطاء  
الخص و لہذا لا یقع احم المؤمن  
و لا یطلق علی من ترکب کبیرۃ او  
ترک و رینۃ لان احم غیر مطلقاً  
یقح علی التامل من لا یستعمل  
فی ناقص ظاہراً الا بقید۔

لفظ ایمان میں وہ تمام چیزیں شامل  
ہیں جو اس حدیث میں بسلسلہ تفسیر  
اسلام میں کی گئی ہیں اور تمام طاعات  
بھی شامل ہیں کیونکہ اس تصدیق کے  
شرائط اور مقویات اور متمکات ہیں جو کہ اصل  
ایمان ہے۔ اسی کے سر جو نام مطلقاً  
علیہ لآلہ عبد القیس وال حدیث  
میں ایمان کی تفسیر مشہور ہے و صلۃ  
زکوٰۃ و صوم رمضان اور اللہ کے  
کے ساتھ ہے۔ اور اسی کے لئے مؤمن  
مطلق کا لفظ اس شخص پر نہیں ہوتا  
جو آپ ہے جو کہ ترکب کبیرہ و ترکب  
فرض ہو، کیونکہ مطلق کا اطلاق  
کا دل ہی پر ہوتا ہے اور ناقص  
میں استعمال قرینہ و قید کے  
غیر نہیں ہوتا۔

اور صفحہ ۳۶ میں فرماتے ہیں :-

واعلم ان مذہب اهل الحق  
انہ لا یفرق احد من اهل القبلة  
بذنب لا یفرق اهل الاصل والبیح  
وان من جسد ما یعلم من دین  
الاسلام تہدۃ سکر یلذذ کفر وای  
صافظ ابن کبر عقلا فی شافی  
میر فرماتے ہیں :-

قالہت قاصد (الایوب) اعتقاد  
بالقلوب نطق باللسان و عمل  
بالاقدام وان الاموال  
شروطی کما مر ومن ضہین القلوب  
بالایرة والتفہم کما سیاق و  
المرجیۃ تاوانو اعتقاد واطق  
ومتقدوا المعانی تاوانو العمل  
والنطق والاعتقاد وانصارق  
بینہم و بین السلف انہم جعلا  
الاجمال شریفی صمد والاسلف  
جعارہ شرطی کما مر

سلف صالحین کا مسلک یہ ہے کہ ایمان کہتے  
ہیں دل سے شہادتیں کا اعتقاد کرتے ہیں اصحاب  
سے معتقدانہ شہادت پر عمل کرتے ہیں سے  
کلمہ شہادت ادا کرتے یا سنت سے عمل کرتے کہ  
گمان ایمانی کے لئے شرط قرار دیتے ہیں ایسا کہ  
وہ سے سنت خائل ہونے لگے کہ ایمان پر زیادتی  
اور کما واقعہ ہو سکتی ہے (یعنی اعمال کی کمی  
اور زیادتی کے اعتبار سے) اور فرزند مریدانہ کا  
مسلک یہ ہے کہ ایمان اعتقاد شہادت اور  
دل سے ادائے شہادت کا نام ہے (یعنی  
عمل سے ایمان کا کوئی تعلق نہیں) اور فرقہ

گواہی کا مسلک ہے کہ ایمان صرف زبان سے ادا ہے شہادت کا نام ہے ادا ہو کر  
 مسترد کا مسلک ہے کہ ایمان اصل لفظ شہادت اور استقامت کا مجموعہ ہے۔ مسترد  
 اور ادا کے معانی کے مسلک میں فرق ہے کہ مسترد اصل کا ایمان کے صحیح جوہل کے ساتھ  
 خرد و اقلیت ہے اور ادا کے معنی اصل کو مسترد ایمان کے ساتھ خرد و اقلیت ہے بلکہ کمال  
 ایمان کے ساتھ شہادت ہے۔

کلام سابقہ سے معلوم ہوا کہ علم نے کلام (اشعار و مناہج) اور شاعرانہ  
 محو میں اور صلح میں نزاع اعلیٰ ہے۔ علم نے کلام نفس ایمان میں استعمال کی بجز  
 کے تالی ہے۔ کمال ایمان میں بجز نیت کے نالی نہیں۔ اور صلح اور شاعرانہ محو میں  
 کمال و اقلیت میں بجز نیت کے قائل نہیں نفس ایمان میں نہیں۔ اس لیے ترکیب کبیرہ  
 اور تکامل اعمال مفرد کسی کے نزدیک کافی نہیں بلکہ اسے نفس ایمان سے محروم  
 ہوگا۔ البتہ کمال ایمانی سے سب کے نزدیک محروم ہے گا۔ اس لیے مودودی صاحب  
 کا ارشاد بالکل الہی سنت والجماعت کے خلاف اور فحاش اور مسترد ہے کافر ہے  
 ہے جس کو مودودی جماعت انہما کے جوئے ہے انہما لہذا اللہ کی ہی طرف بلاتے ہے اور  
 اس میں داخل کرتی ہوئی ان کو خالی اور مسترد بنا کر گمراہ کرتی ہے۔ اس پر مودودی  
 صاحب کے یہاں کہ ہندوستان اور پاکستان بلکہ تمام دنیا کے اسلام کے اکثر وہ  
 نہایت مسلمان و زور اسلام سے قطعاً خالص ہو جاتے ہیں کیونکہ آج ملت کلمہ میں  
 بڑی اکثریت ایسے ہی لوگوں کا ہے جو تہم و اکثر یا نفس فرائض کے تہم ہیں۔ ان کا  
 کلمہ حق ہے پھر ادا قرار دینے یا اشد وبالر شمول لغو اور غیر قابل اعتبار ہوتا ہے  
 جو حضرت مودودی کی دعوت حق کے لئے یہ پوچھنا کہ کلمہ حق ہے اور

بہت سے سادہ نوجوان مسلمانوں کو اپنے دام اور مال میں پھنسا رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ  
 سودی صاحب کی تحریر دل اور لڑکھوڑوں سے بے شہد اگر نئی نواں جھکا لیں گی  
 قیام سے پہلے امداد ہے دیں، جو گئے تھے دیں دار پہنچے ہیں، عظیم الشان کا ستر  
 سودی صاحب کہتے ہیں کی بنا پر سب کو ان ہی کے حلقہ امداد کی طرف دعوت  
 طحا آتی ہے اور جو حضرات اس کام کو دیکھیں گے تاریخ میں وہ طویل رہیں کہ سودی  
 صاحب کے لشکرِ دل سے دائرہ ایمان و دین میں داخل ہونے والے زیادہ ہیں، ان  
 لشکرِ دل کی کام سے نکل جانے والے زیادہ ہیں۔ اور غصیب تو یہ ہے کہ جو لوگ ان  
 گنہگار مسلمانوں کو دائرہ اسلام و ایمان سے خارج نہیں کہتے ان کو کہا جاتا ہے کہ  
 لوگ قرآن سے جا ملی ہیں، حالانکہ قرآن کی مشورہ آیتیں ان سے یہ شمار امداد نہیں لوگ  
 کے ایمان و اسلام کی شہادت دیتی ہے، ایمان کو مغزت اور نہایت کہ میرا لائق ہے۔

(۱) قال لعلہ تعالیٰ فسن تبکفر ہم جو شخص شیطان سے جان بچا دے اور

بالقائمت و یومن بالکفر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش اعتقاد ہو (یعنی

فقد استمسک بالصراط) اسلام قبول کرے اور اس نے جو صراط

الوئی لا انحصار لہا القیامۃ تکمیل نہیں

(۲) وقال سبحانه و تعالیٰ: ومن اور جو شخص اپنا حق اشرکوں سے بچا دے

یسلم و یرہم اللہ و یرحمہ اور جو شخص بھی ہو اور اس نے جو صراط

محسن منقطع سے بالعرفۃ طاق تمام ایمان اور سب کاموں کا اللہ

الوئی والصلوۃ حاتمہ اللہ: یہ کہ طاق تکمیل کا اور جو شخص کو کرے

ومن کفر فلا یمن لہ طاق سو کہ کفر کے باوجود تم کو چاہیے

ان سب کو جانے اس کو ٹھانے، سوچنا کہ ہر ایک  
 دین کے جو کچھ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو  
 دین کی باتیں خوب معلوم ہیں۔

اور ملتیں ہر ایسی سے تو وہی شخص کو گردانی  
 کرے گا جو اپنی ذات ہی سے ایمان بہ لاد  
 بہنے ان کو دنیا میں تخریب کی اور آخرت  
 میں بڑے لائق و گور میں شمار کئے جاتے  
 ہیں جیسا کہ اس سے بھی کئی بڑے حکما نے فرمایا کہ  
 تم اللہ سے انتہا کر دو انہوں نے عرض کیا کہ میں  
 نے اصلاحات استیوڈیکر سے اصلاح لی ہے۔

آپ جیسا کہ کلمۃ الہیہ کتاب ۱ آڈ ایڈیشن  
 بات کی بات جو ہے اور تمہارے درمیان  
 ہمارے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہم آہنگی کی جوتی  
 زکری اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریعت  
 شہزادی اور ہم جنت کوئی کسی دوست کو  
 سے تقویٰ سے کسی کو چھوڑ کر پھر آگے  
 امر میں کری تو کہہ دو کہ گناہ رہو، ہم تو اپنے  
 والدین ہیں۔

جسکے اللہ تعالیٰ اس بات کو زنجیر

الینا من جہم فلفندہ شہر

یسا جملوا ان اللہ علیہ

کہداتہ الصدور (مقام)

(۱) وقال تعالیٰ: ومن یرضین

قلۃ ابراہیم الا من سفہ

نفسہ ولقد اصطفیٰ سادۃ

الدنیاء واتقہ فی الامن کلین

القاصحین۔ اذ قال لہ ربہ

اسلم قال اسلمت لربہ

الظالمین (بقرہ)

(۲) وقال تعالیٰ: قل یا اهل الکتاب

تعالوا الی کلمۃ تو موافقہ بنا

وہیتکم الا نعبد الا اللہ و

لا نشاء بہ شیئا ولا

یتخذ بعضنا بعضا اربابا

بین دعویٰ اھتہ فان تولوا

فقولوا اشھدوا بآثارنا

مسلمون (آکر اسما)

(۳) وقال اللہ تعالیٰ: ان اللہ

یعلم ما فی صدورکم



کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے  
اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کیلئے منقول  
ہو گا وہ گناہ بخش دیئے گئے۔

آپؐ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو!  
جہوں نے اپنے اُپے اُپے ریڑتیاں کی  
ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید  
مت ہو۔ بالیقین اللہ کام لگا چوں  
کو مٹان کر دیے گا۔

اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں  
لاپڑیں تو ان کے درمیان  
اسلام کر دو۔

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے اہل  
کو شرک کے ساتھ ممنوع نہیں کرتے  
آئیں گے، اس سے اللہ وہی ماہ  
پہلے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ظلم کی جو  
اس آیت کی ہے، جو شرک کے ساتھ نہیں ملتا  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو  
کابندہ کلمہ آمین کا قائل ہو پھر اسی چیز

لا یغفر ان یشرك بہ  
و یغفر ما دوت ذالک  
لمن یشاء (۷۴)

(۷) وقال تعالیٰ: قل یا عباد  
الذین اسرہوا علی انفسہم  
لا تقنطوا من رحمۃ اللہ  
انّ اللہ یغفر الذنوب  
جمیعاً (۷۵)

(۷) وقال سبحانہ و تعالیٰ: وان  
طائفتان من المؤمنین  
اتفتتا فاجدوا بینہما

(۸) وقال تعالیٰ: الذین اسوا  
ولہم یلبسوا ایماہم  
بظلمہم و اتتک ہم الا من  
وجہ مہتدون (۷۶)

وہم الذین صلی اللہ علیہ  
وسلم الظلمۃ بالشرک۔  
(۹) وقال المتنبی صلی اللہ علیہ  
وسلم ما من عبد قال لا الہ

اَلَا اِنَّ اللّٰهَ فَتَمَاتَ عَلٰى رَاىِ الْمَلِكِ  
 اَلَا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَفَّتْ اَن  
 زَنِي وَاِنْ سَرِقَ قَالَ وَاِنْ  
 زَنِي وَاِنْ سَرِقَ قُلْتُ وَاِنْ  
 زَنِي وَاِنْ سَرِقَ قَالَ وَاِنْ  
 زَنِي وَاِنْ سَرِقَ قُلْتُ وَاِنْ  
 زَنِي وَاِنْ سَرِقَ قَالَ وَاِنْ  
 زَنِي وَاِنْ سَرِقَ حَتَّى رَحِمَ  
 اَللّٰهُ اَبِي ذَرٍّ (المحدث متفق علیہا)  
 زنا اور چوری بھی کہے! آپ نے (بہاؤدان وہ جتنی ہے اللہ تک ناگاری کے  
 باوجود اگرچہ وہ زنا اور چوری بھی کہے۔ (بخاری و مسلم)

(۷۰) وَمِنْ عِبَادَةِ بْنِ الْقُشَامَةِ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى  
 اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ  
 اِنَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ  
 لَا شَرِيكَ لَهٗ وَاَنْ مَحَقَّقًا  
 عِبْدًا لَا يَرْسُلُهُ وَاِنْ هِيَ  
 عِبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَاَبِيْنَ  
 اَمْتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَا هَا

عبادہ بن قشامہ سے مروی ہے کہ رسول  
 اللہ نے فرمایا کہ جو شخص میں  
 بات کہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی قدرت  
 کے نادر نہیں، وہ یکمذہب اور اس کا کلمہ  
 شریک نہیں، اللہ ہا شہید اللہ اللہ کے بندے  
 اور اس کے رسول اور جتنی ہی اس کے بندے ہیں  
 بھی اس کے بندے اور رسول اور جتنی ہی اس کے  
 اللہ تعالیٰ کی ایک زندگی کے بندے ہیں، اور کلمہ

الی مریور روح منہو الجنتہ  
 والنازق اوسلہ اللہ الجنتہ  
 علی ما کان من العسل ۛ  
 (سنتق علی)

اسی کو کون تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کی طرف  
 اتنا فرمایا تھا اسکا تعالیٰ کی جانب سے ایک  
 نسیب ہی اور گواہی ہے کہ جنت اور دوزخ  
 حق ہیں۔ ایسے کوئی تعالیٰ جنت میں داخل

فرمائیں گے اس کے منہ پر کہے کیا ہوا۔ (بہارِ عالم)

(۱۶) ومن اس رضی اللہ عنہما قال  
 یخرج من النار من قال لا الہ  
 الا اللہ و فی قلبہ ذرۃ طہیرۃ  
 من الخیر و یخرج من النار من  
 قال لا الہ الا اللہ و فی قلبہ  
 ذرۃ ذنۃ من خیر قال ابو  
 عبد اللہ قال اباہن حدیثنا  
 قتادۃ قال حدیثنا الحسن  
 عن النضر بن علی الحدادی و سلم  
 عن ایمنان مکان خیر و یخرج  
 ہم کہ اس نے ہی مریمؑ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ملسوب کر کے بیرون کی تھی اور پہلے  
 من خیر کے لفظ میں ایمان نقل کیا تھا (بہارِ عالم)

اس کی بارگاہ میں سے اتنا فرمایا کہ مذہبِ نازق  
 سے ایسے لوگ بالاتر نکال دیئے جائیں گے جو  
 کل کو توحید کے قائل تھے اور اسی کے دل میں توحید  
 برابر ایمان تھا اور وہ لوگ بھی دوزخ سے  
 نکال دیئے جائیں گے جو کل کو توحید کے قائل تھے  
 اور ان کے دل میں گیسوں کے دانے کے برابر ایک  
 تھا۔ ایسا ہی لوگ بھی دوزخ سے نکل دیئے  
 جائیں گے جن کے دل میں ذرہ برابر ایمان تھا  
 اور میدانِ بخل کی لڑتے ہیں کہ (داؤد، ابن  
 نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ یہ حدیث  
 ہے کہ اس نے ہی مریمؑ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ملسوب کر کے بیرون کی تھی اور پہلے  
 من خیر کے لفظ میں ایمان نقل کیا تھا (بہارِ عالم)

ایک صاحبِ تحریر فرماتے ہیں۔

”بہل حال ہے کہ جو شخص کسی شکرگاہ سے شاذ ہو گیا ہے وہ شخص کی ذمہ داریوں پر تمام مہلت مالکین کی مہلت اور فیس سے قبل سے نکال چکا ہے۔ لکھنؤ میں کی نقلت سے کوئی وقت نہیں رہتی۔ وہ ہر مہلت پر گناہ لکھنؤ کے افسانہ استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ سرحدی صاحب کا رتبہ عقیدہ وہ اپنی گلی میں ڈال چکا ہے۔ وہ ہم مسلمانوں سے اپنے گناہوں کو بھرتا ہے اور اس کی ہر جہاں ڈھال۔ امد تکم ہر سانس آدمی کی نظر میں نہیں اٹھاری نظر آتا ہے۔ سرحدی اور مسلمان میں اختلاف مہلتوں کی جگہ گول چکا ہے۔ اگر کسی مسلمان کا بیٹا ماسٹر سرحدی سے شاذ ہو گیا ہے تو وہ بھی لکھنؤ سے اپنے چچا کی پرکھ میں کرتا اگر کسی گلی کا بیٹا سرحدی ہو چکا ہے تو وہ ایک لکھنؤ کی بھرتی کے وقت سرحدی لکھنؤ لکھتا ہے۔ بیٹا سرحدی ہو گیا ہے تو وہ پوڑے اور ضیعت کا جتنی آپ کی امداد نہیں کرتا سہاٹی سے سہاٹی ہو جائے جیتھا۔ رسول سے بھلا آپس میں دستہ دگر بین ہیں یہی پڑائی دستہ ہر گلی میں ہر جہاں میں اختتام ہر جہاں ہر جہاں ہو گیا۔ جناب لکھنؤ! اسی سب باتوں کی پوڑے خصوصاً شاذی کی ہا سکتی ہے؟“

خود فرمائیے کہ مودودینوں کے اس غلو اور افراط کے نتائج (کہ وہ اپنی محبت  
 کو اصلی مسلمان قرار دیتے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو نسلی مسلمان قرار دے کر  
 سلطنت اور امتیاز میں خدایا ربیعہ اور موفیائے کرام کو نہایت دلخراش الفاظ سے  
 حلاتیہ ذکر کرتے ہوئے تکفیر اور تہمتیں تو جھپیل کرتے ہیں اور سلف و صالحین اور صحابہ  
 کرام سے آج تک کے تمام مسلم افراد پر زبان وازیاں کرتے ہوئے تنقید و سب و  
 شتم کرتے ہیں) کہاں سے کہاں پہنچا ہے یہی اس آئندہ ان نتائج کے کیا کیا پھول  
 پھل لگ سکتے ہیں۔ مدونین اور سمجھ دار لوگوں کا حقیقتہً ہونا اور عبرت پکڑنا  
 از بس ضروری ہے۔ اور جس قدر احتیاط اور انضباط ممکن ہو عمل میں لانا واجب  
 ہے۔ واللہ الموفق

تخلص اسلوب

(مکتوب بنابر جلد سوم منہ بہ منہ)

حسین احمد نعنعہ

موسم ۱۳۶۱ھ

۹

{جام باب مولیٰ محمد بن آدم صاحب نبوتہ ضلع فتح پور}

محترم المقام سید محمد کرم استلام علیکم برحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تفصیلی والا نامہ ملا۔ مضمون دیکھ کر تعجب ہوا۔ آپ جب چاہتے

اپنے اشکالات کو پوچھ سکتے تھے کوئی مروجہ بیت کی وجہ نہیں تھی۔ میں یہاں تو

دلچسپی سے زیادہ مصروف ہوں۔ استفسارات کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

(۱) انہوں نے مسلمانوں کے عقائد کی ہم کو کوئی تفصیل نہیں معلوم البتہ جماعت اسلامی کے عقائد ان کی تحریر سے معلوم ہوئے ہیں اس لئے وہ ان کو ایک کجنا فطرت سے کہہ کر انہیں اسلام کے تصور مذکورہ کی کئی اظہار نہیں آج آپ کے خط سے معلوم ہوا۔

(۲) جو عقائد علماء ہونا کی طرف نسبت کئے گئے وہ رسائل میں مستقل طریقہ پر لکھے ہیں، وہ ایک ہی نہیں ہیں۔ اگر ان کے وہ عقائد نہیں ہیں تو کہیں نہیں تہری تبلیغ کرتے اور جو عبارتیں ان کی مخدوش ہیں ان کو اپنی تصنیفات سے کہتا نہیں نکال دیتے ہیں۔ اگر ان کے واقع میں گفتگو کرنا ہے تو اس کے لئے باقاعدہ تحریر کرنی چاہئے۔ ابوالمیث صاحب کو اگر اس طرح کی تکلیف ہی جاتی تو پھر واپس پوچھ کر پوچھتے شائع کرتے اور ہم جو چاہتے شائع کرتے تو وہ تو نہیں ہیں کس طرح ختم ہوتی اس لئے کہہ یا گیا تھا کہ ہمارے پاس فرسٹ نہیں ہے یہ واقعہ صرف ایک مرتبہ پیش آیا تھا جبکہ اخیر سال تھا ان کتابوں کی تکمیل زیادہ تھی۔ اب بھی یہ کہتا ہوں کہ اگر صحابی دل سے گفتگو کرتے تو باقاعدہ تحریر کیا ہو، ہم ہر وقت تیار رہے۔

(۳) پیغمبر بعدا بہشت شرک، کفر، کفار سب کے بعد سے معصوم ہے اور نبیل بہشت شرک اور کفر سے معصوم ہے، کفار کے متعلق احکامات ہے، مگر کسی گناہ کا سوال آتا تو معصوم نہیں ہے، اس کا سوال آپ نے کیا ہے، خیال تو امتیاز کے بعد قابل نہیں ہے۔

(۴) گفتگو کے واقعہ میں جو دعوتیں ہیں انہیں معصومین شائع ہوا ہے

زیادہ صوف اور افزا پر مشتمل ہے۔ بہت سی قلاط، ایسی شائع کی گئی ہیں۔ حکیم عبدالرشید صاحب نے اس کو شائع کیا ہے۔

(۵) مولوی صاحب کی اس عبارت کا اسطاب مجھ سے آپ کیوں پوچھتے ہیں انہیں سے پوچھیے۔ میں ان کے اس مضمون ذکر ہر نئی سے ایک نہ ایک تبدیلی ہوتی اور یہ اس کے اس قسم کی ہجرات سے نکھیر نہیں کرتا۔ ضلال نکھتا ہوں۔

(۶) خواجہ کی تعبیر حضرت ارسلے پوری زید محمدیم سے پوچھیے۔ والسلام

نگو اسات

(مکتوبہ کا جلد سوم ص ۵۷)

حسین احمد مظفر

۱۰، روضانہ لہنا نک ۱۳۳۵ھ

..... نظر بند کی کاظم فقہ اس خط سے ہوا۔ اگرچہ عرصہ دراز سے کوئی حال نامہ نہیں آیا تھا مگر یہ خیال نہ تھا۔ حق تعالیٰ آپ حضرات کے اس ذہنی جہاد کو قبول فرمائے اور باعث کفایت مینات اور ترقی دعوات کہے۔ آمین۔

معتز! اس دور ترقی میں دنیا کو کچھ نہایت ہی اہم کچھ کراہت ہے۔ سوچیں کہ کام کرنا چاہیے۔ اگر تعلیمات ایشیہ کا مشغول ہو تو یہ روزہ مفید اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ تبلیغی جماعت کا بوجہ گرام انہی ہے۔ کم از کم ملت صلیب کے قدم بے قدم تو رہنا نصیب رہتا ہے۔ جو جماعتیں نئی نئی ترقی برقی پر شاگ ہیں انھیں ہر روز ہی ہیں

اور کی چنگ و سکتی کو سمجھانا انتہائی خطرناک ہے۔ مسلمانوں کی مگر اسی سے آہٹ  
 غالباً نمانت ہی۔ آپ فرماتے ہیں "اسلام اسلامی کے مسائل میں دینہ اکثر معزود  
 رہتا ہے۔ کیا اس حالت کی مخالفت کرنا ضروری ہے یا نظاہ اسلامی کے شر یا نظر  
 اس سے اتفاق کیا جائے یا وقت و سکت جبر ہے۔ آپ اس قدر فائل کہیں یہ لا  
 اٹھیں کہ ان کو تنقید اور گہری نظر سے دیکھئے۔ وہ تو پھر سرور میں ملنے لگا ہے  
 کے طعنہ ایک نیا اسلام بنا ہے ہی میں سرور و دلچسپی اور گنجشٹ اور جوش و  
 زہا سے شہ پر رکنے والا مجتہد مطلق ہے۔ یہ نہیں کہ اس کو اجہاد کرنا ہوتا ہے  
 جگہ اتنے اہمیت کرنا کہ ضروری ہے لازم ہے یہاں کہ خاص کے لئے ہوا اور  
 پاس کے طے پائی ضروری ہے۔ اس اسلام میں بڑے سے بڑے صحابی پہلی سکتہ  
 کل نہیں ہے، اگر وہ مخالفین کے لئے ہے۔ عام صحابہ تو کسی شمار و قطع میں نہیں  
 ہیں۔ اور جبکہ صحابہ اور اہل بیت اور اہل بیت کے لئے تو جیسے اور بہت سے  
 کس دین میں مانے جاسکتے ہیں۔ یعنی امام ابو حمزہ، امام شافعی، امام مالک نے فریو  
 و مجاہدہ تالیف سے حصہ لیا ہے، یا ان کے فضل و تقدیر کیا دیکھ رہے کہ  
 سکتے ہیں۔ اہل سنت و اہل بیت کا استحقاق رسول نام صحابہ کی حالت کو دیکھتے  
 قطب سے اٹھنے والے ہیں کہ وہ ایک عالمی ہے۔ کوئی بہت صحابہ کا صحابہ  
 فتح کا ہیں اور یہی ہے قابل نظیر مطلق نہیں ہے اور کوئی ان میں سے سہار  
 جت ہے۔ بلکہ یہ ایک انسان کو دیکھیں کہ انھیں شخص ہے۔ ان کا بنیادی  
 دینہ چاہتے اسلامی دینہ میں حسب اولیہ ہے۔

"ہر انسان کے سامنے کسی اور کو مبارک حق دینے کی کوشش ہے"



سے ہلاتے رہے۔ کسی کذیبی ظالی سے ہوسکتا ہے ہر ایک کو  
 لٹاکے بنانے ہوسکتا ہے اسکا کابل پہنچنے اور ہر کھلم اور  
 اس سپاہ کے لٹاکے ہر حصہ سے ہے اس کو اس سے ہر ایک کئے

اب کہ اس عقیدہ سے اس کا وضع طور فرماتے ہیں اس کا تہرہ کو مٹانے  
 اور کسی قسم کا خاصہ ہے دینی اس کی تہ میں کوئی گئی ہے اور تمام ماضیہ صلیحہ کی گئی ہے  
 بے اعتباری صلیحہ سے طوریہ شریعت اور طریقت اس میں کثرت کر پھر گئی ہے اور  
 اس سے کئے زیری ہر نام دینی میں چھپا کئے گئے ہیں۔ کیا آپ کئی ملت کو اس  
 عقیدہ کے بعد ثابت کر سکتے ہیں کہ کسی دینی و طوریہ تمام کتب کا اساسہ کھول  
 سکتے ہیں جبکہ ہر طریقت (عبادت، حمایت کا اہل صلیحہ کثرت ہی ہے۔ اور  
 سپاہ اور مدد دینی نہ ہے اور نہ تقیہ سے کہ ہلاتے ہے اور نہ اس کو کسی ظالی ہزار  
 مہی، ظاہر ہے کہ تقیہ کسی بدنی کی ہے سے ہوتی ہے۔ اور جب ہی میں مایاں اور  
 نماںیاں کر مدد میں تمہاری کی رعایت کا کیا اختیار ہے۔ اور اس طریقت میں کی رعایت  
 کا کیا اختیار ہوگا۔ اور جو خدا اقیاس اس کے طریقت پہلے نہیں دینی ظالی ہوگا  
 میں سے ہے اور ہر طریقت اور ہر "کشتہ خدایا مشقہ آخرت ہفتہ ہفتہ" اور  
 "آفتاب قیامت" وغیرہ آیت کو اس طریقت تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ تمام وہ امام و شہ  
 مہر ہر گراں گراں مسائل صلیحہ سے ہولنا ہوتی ہیں سب سے کار ہر ہوتی ہیں ہر ایک  
 مطلب کی لاسحق ہر اس کے طریقت ہو سکتا۔

پسوں خدا سے کہ بہت سے علم و سفار صلیحہ طریقت علوم میں ہوتی  
 صاحب کی تعبیر سے کہ لٹاکے ہوئے ہیں۔ آپ میں اس رعایت کو تعبیر و تفسیر  
 ہے اور لٹاکے ہیں۔ ہر طریقت کے ہر حال میں ہر حصہ سے ہر ایک کئے

کی تعریف کرتے ہوئے اس میں شرکت کی خواہش کر لے یہ بات قدر میں ہیں۔ جس طرح  
 چکر الہی، قادری، مشرقی نے نیادین اور نیا اسلام بنایا ہے، اسی طرح محدودی سنا  
 نے نیا اسلام بنایا ہے۔ سابقین مجذوبین کی تہذیبات کو کلات مار کر اپنی تہذیبات  
 کو سب سے بالاتر فرماتے ہیں اور تمام اہل سنت، والجماعت کے متفقہ اصول کو ٹھوکر  
 مارتے ہیں۔ تمام علماء اور اہل طریقت حتیٰ کہ حضرت محمد و سرہندیؒ اور حضرت مشاہد  
 ولی اللہ صاحب اہل اکابر علم و طریقت میں کیڑے نکال کر سب کی انتہائی تذلیل  
 و توہین کرتے اور سب سے فقرت دلاتے ہیں۔ بہر حال سوچئے اور سمجھئے اور اسلام  
 کرام کے طریقہ پر چلئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تپ محدودیوں کی تنظیم

اور جدوجہد کو مرتب ہے۔ عزت! قادریوں اور عیسائیوں کی تنظیم و جدوجہد اس  
 سے ہر جہاں ہلاتی ہے۔ پھر کیا حکم دیں گے!

والسلام

دکتوبر ۱۹۷۲ء صدر ہجرت ۱۴۰۱ھ

نگو، اسلام آباد

حسین احمد نسرہ

۲۲، شوال، ۱۳۹۲ھ

(پانچواں تقریر اقبال صاحب اکاؤنٹ علی سنگری)

محترم المقام رہے جو کہ انتہائی بگڑے ہوئے اور کھانسی  
والا ہے۔ جسٹس سر فرازی تھا۔ جناب کو مصدق صاحب کی تقریر پر یہ کہ  
اس وقت حاضر ہونا اسلام سے بظن ہوتا ہے۔

(ذاتی طور پر مصدق خود انفرادی کرتے ہیں کہ میں عالم نہیں اور نہ ہی  
میں ہی عقل و فہم سے یہی تقریر فرماتے ہیں۔)

”کہ گروہوں میں شامل ہونے کا خون حاصل نہیں ہے“

یہ اس لیے کہ اس کا کوئی عمل میں نہ ہو۔ مقدمہ کی طرف سے

تعلیم کے لیے کہ جسٹس دیا ہے۔ اور دونوں کہیں کہ جہاں پر گروہ کیا ہے

اپنی بصیرت کی بنا پر نہ ہی مقدمہ گروہ کو سراہا ہے کہتا ہے۔

تو یہ کہہ کر:

تعلیم میں ہی کامیابی اور ہے کہ میں نے کہہ چکا ہے۔ اس  
کے بعد ہی کہ کوئی حکم شرعی اس کے متعلق آیا قابل و اولیٰ و اولیٰ و اولیٰ  
ہے۔ نیم طبیعت غلطہ جان و نیم غلطہ جان ایمان مشہور مقولہ ہے۔

”تاریخاً غلطہ“ اس تواریخ کے مسئلہ میں تو کہ کیا کسی صورت کے بارے

میں کہیں ہی جڑا اختلاف نہیں۔ جو اس کی صورت میں ہی مذہب یا مذاہب کے

حفاظت کے لیے اس عمل پر کیا اثر ہو سکتا ہے جس کی بنا پر آپ اسلام سے بظن ہونے

پہلے سے ہی۔

مگر سبھی کو صاحب کا یہ قول "میرے نزدیک ازلی اور کلاوی اور میرے  
بھائی ہیں۔ میرے بھائی ہیں۔ ایک ہی لہجے میں ہیں کہ ان کا جو منہ  
بلا ہے: "ہوئی تو کہ سلسلے کے مفاد کہاں ہے، اس لئے کہ ہمیں مسلم  
پہلے سے عقل کی حالت ہے۔" اس کا مقابلہ نہایت ہی سادہ ہے کہ اگر کسی  
کو فلاسفی کی عقل کہہ کر ایک شے کو نہ پہنچا کر کیا ہی عقلی صاحب کی  
رہے قابل اخذ مگر یہ تو سوچنے کے مستعد علم کو نہ پہنچا کر رہے گی:

وہاں، اگر پہلے ہی اصول لیا کہ یہ وہاں سوچنے کے بعد آنے  
والے ایک ہی تعلیم یافتہ کی جو کہ سلسلے کو نہ پہنچا کر قابل تطبیق مستعد علم کی  
سلسلے اور مطالعات سے کوئی شے کی حالت تو یہ تو یہ وہی ہی کہ سلسلے کو پہلے سے  
اس دور نفسی حالت کو سادہ سے، جسٹنگم کو خود پسندی و افسانہ سے مراد  
اور حسی علم منہ بگر بڑی بڑی عقلی حالت کو ایسے میں گے کہ ایسی حیرت  
فشاری کے لئے تاہم میرے کے درمیان اس طرح سے ہیں کہ ان کو اس کے  
اور اپنے غلط عقائد کو کہ سب سے بڑا کہ ان کو اس کو اس کو  
کہ شے عقلی، اس تقریبی عقلی علم کو عقلی عقلی کہ گے کہ اپنے آپ کو  
سب سے زیادہ عقلی سب سے زیادہ عقلی حالت کو

فاریس کے متعلق سب سے بڑی اور پھر دیکھو۔

(۱) قرآن مجید میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے صحت موسیٰ

علیہ السلام سے کہا کہ "میری حالت کے بچے بڑی فلاسفی اور پراسرار ہیں۔"

بلحیثی ولا ہوا کسی۔ اگر حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈرامی قبضہ حیرت سے چھٹی ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام کس طرح پکڑ سکتے تھے؟ (سورۃ ناز)

(۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈرامی کامال و ضرور کے وقت میں کیا کرتے تھے۔ یعنی ڈرامی کے باوجود میں بلاؤں کے نیچے سے انگلیاں ڈال کر ہانی پہنچا یا کرتے تھے۔ ترمذی حدیث اول سلسلے میں ہے۔

عن حسان بن بلال قال رأیت عمار بن یاسر توفی الخجل لحوثہ فقیل لہ لہ قال فقلت لہ اتصل لحوثک قال وما یسعنی ولقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعدل لحوثہ بن عثمان رضی اللہ عنہ ان الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخجل لحوثہ قال ابو سعید خدری حدیث حسن صحیحہ

ابن ماجہ ۲۵ میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توفیاً عنک حارفتہ بعض العرب شدت شہک لحوثہ یا صاحبہ من قوتہا (سورۃ ناز)

یہ روایتیں متعدد صحابہ کرام علیہم السلام سے اور ان سے ترمذی ابن ماجہ بخاری، دارقطنی وغیرہ محدثین نے ذکر فرمائی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان صحابہ کرام کی ڈرامی یا زخس غسی تھیں نہ چھوٹی تھیں بلکہ اتنے بڑے بڑے بال تھے کہ ان میں نیچے سے

آنکھیاں ڈال کر پانی پہنی جاواتا تھا۔ جوڑے نیچے آنکھیاں ڈال کر پانی پہچانا ایک مشق  
یا اس سے ماہر بھی نہیں ہوگا۔

ایرو اور میں ہے۔

”اتخذتکفایا من مائدہ فادخلہ تحتہ حتی یسککھ فیخلل

بہ لحدیثہ“

کیا چھوٹی ڈاڑھی یا خنس خنسی میں یہ ہو سکتا ہے یا اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟

(۳) عن النبی بن مالک رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یکثرونہن وأسہ وقسیر لحدیثہ۔

جتنابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر میں جیل کی مالش اور کنگھی سے ڈاڑھی

کے بالوں کا ستواں تا بکثرت کرتے تھے۔ کھلی چھوٹی بات ہے کہ خنس خنسی ڈاڑھی میں نہ کنگھی

چھتی ہے نہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ اس کو ستواں اجائے۔ اور بھی حال چھوٹی ڈاڑھی

کا ہے۔

(۴) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فدخل

رجلًا من الرأس والحدیثہ فاشد البیہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم بیہ ان اخبرہ کانہ یعنی اصلاح شعرہ

رأسہ و لحدیثہ لفعل الرجل شعرہم فکان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم الیہین حدیثہ من ان یاقی لحدیثہ

فان الرأس کانہ شہد ان (توکلہ لہم کلانہ بحکومہ ۳۳۳)

توجیہ: جتنابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر میں تھے۔ میں ایک ہی لکھہ سراہ ڈاڑھی

داخل ہوا تو جنبہ نہیں، دراصل اللہ علیہ السلام نے صل جانے کا حکم دیا۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ لپٹے سوہو، ڈاڑھی کے بالوں کو تنہا لے لو اس میں ایسا ہی کیا، پھر لٹ کر اپنا آپہنے لٹوا کر کہاں اس سے ہر چیز ہے کہ تم میں سے کوئی پائندہ بال اس طرف آئے گا تو ایک بیٹھو ہے۔ ظاہر ہے کہ ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں ہر گندگی جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ وہ دراز ہوں۔ جس غصے یا چھوٹے بالوں میں ذرا گندگی ہوتی ہے تو ان کے متوالانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور نہ منہ دیکھتے ہیں۔

(۱۵) من عائلۃ قائمۃ لا یصل الیہ منہ صل یا ضعیفہ و سکر  
عشر من الفطرة قص الشارب و اعادة الفطرة و الشراک  
والاستنشاق بالماء و قص الاظفار و غسل الجناب و جمرہ  
تحت الابواب و طلق العائتہ و التفتاح الماء یسوی الاستنجہ  
تاکثرہ یعنی وہ چیزیں جو فطرہ میں سے ہیں۔ انہوں نے اکثر استنجا  
کا یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی نے (۱) پانی پلکا ہو گیا، (۲) عمارت

اس حدیث میں جو کہ نہایت قوی روایت ہے وہ ہے حجرت کو من میں سے  
ڈاڑھی کا پڑنا اور سر کے بالوں کا کترنا جس سے عورت تھلا ہے۔ اور عورت کو ہر شے  
میں انہماک سے نہ لیا جائے جو کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی معمول ہے اور متفق علیہ ہیں اور  
ہم کجاں پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

صاحب مجمع البحار رحمہ اللہ اس حدیث کی شکل میں فرماتے ہیں :-

عشرۃ من الفطرة او من التتۃ ای سنن الایمان  
منہ حراکۃ التتۃ ای من نایب الایمان بہر فیہ الاکث

ای من التثنية القديمة التي احتارها الانبياء عليهم

السلام وانفقت عليها الشرائع فكانها امر حجب

لظن واعنية: ۱۰۱

اہم لروی رحمة الله عليه شرط مسلم منہا میں فرماتے ہیں:-

” قالوا ومعنا وانها من سنن الانبياء صلوات الله

وسلامه عليهم:“

اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ڈاڑھی بڑھانے کا تمام شرط بیٹوں

میں حکم تھا اور یہی سنت تھم انبیاء علیہم السلام کی رہی ہے۔ اور چونکہ حضرت ہدین

علیہ السلام کی ڈاڑھی کم از کم ایک قبضہ تھی جیسا کہ ہم مل میں کھرائے ہیں تو یقیناً

تمام انبیاء علیہم السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بھی کم از

کم ایک مشت ضرور تھی۔ اور چونکہ ہم کہہ کر ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اتھا

کرنے کا حکم کیا گیا ہے ” او تلتك الدين هدى الله جهدا هم اقتدا“

اس نے ہم کو بھی اس امر کی نمونہ میں ان کا اتھا کرنا ہوگا۔

(۶) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه

وسلم قال خالفوا المشركين ورضوا اللقي واصفوا الشلو:

وكان ابن عمر اذ اسبم أو اعمرو قبض لحيته لمتا

فصل اسن لا زباب اطار اللقي خروا كثرنا وكثرت

اسوا لهما ولبندة من ابن عمر قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم اعمرو لظن بكم اصفا اللقي (۶)



صحیح، سائنس و مسلم دنیا (پہلا اڈو ملٹا)

اس حدیث صحیح میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کے سلفاً بڑھانے کا حکم کیا ہے جس میں کوئی حد مقرر نہیں فرمائی گئی، جس سے صحت ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھانے ہی رہنا چاہیے اگرچہ وہ بڑھ کر پاؤں..... زمین تک پہنچ جائے چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں:-

”والاستحارۃ تو کھا چلے حالہا وان لا یتعرض لہا یتقصیر ولا غلج“

امام طبری فرماتے ہیں:-

”ذہب قوم انی قاہر العدیوت فکروا تاول شیء من

الاصیۃ من طولہا و من حرسہا“ (بخاری و مسلم)

مگر چکر اس طرح کا عمل بدنامی پیدا کرتا ہے اور بہا اوقات صومٹ بگڑ جاتی ہے اور لوگوں کو استہزار اور تذلیل کا موقع ملتا ہے اور یہ چیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھی۔ نیز آپ اپنی ڈاڑھی کے طوں و عرض سے کتراکتے تھے، اس لئے اس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی۔ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، و آپ کے افعال و اقوال کے مشابہہ کرنے والے تھے اس لئے ان کے عمل کو اس بارے میں امام بخاری نے ترازو بنایا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے فدائی ہیں اور آپ کی سنتوں کی پیروی میں نہایت پیش پیش رہنے والے ہیں۔ ان کے عمل کو بطور معیار پیش کیا ہے۔

”وكان ابن عمر إذا صحب أو أحقر قبض على لحيته  
فما فضل أخذها“ (زرر، حضرت ابن عمر صہب اللہ و عمر سے خارج  
ہوتے تو اپنی ڈالاسی کو پکڑنے سے بچاتے تھے۔ جو خدا نے ہاتھ اس کو کتر  
دیئے تھے)

جس سے صحت معلوم ہو تا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوس  
اور کولہ میں نازھی کا کتر ناسی مقدار ان کیفیت سے ہوتا تھا۔ ملاحظہ ازہی حضرت عمر  
اور حضرت ابو ہریرہؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے بیاری میں طبری سے  
نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”وقال قوم اذا زاد على القبضة يؤخذ الزائد فهو باق  
بشدته الى ابن عمر انه فعل ذلك بوجہ وص طریق  
الی عمر یؤذ انه فعله“ (فتح الباری جلد ۱ ص ۴۹)

یعنی ایک جماعت کہتی ہے کہ ڈالاسی جب ایک مشت سے زیادہ ہو جائے  
تو اس زیادہ کو کترہ یا جلنے پھر (طبری نے) اپنی منہ سے ابن عمر سے روایت کیا ہے  
کہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی عمل اور طریقہ کو فقہاء حنفیہ اور شافعیہ وغیرہ نے  
کتب فقہ وغیرہ میں ذکر فرمایا ہے۔

(۷) عن جابر قال كنا لعلى السهال الاف صحب او

عصا (ابن ماجہ ص ۲۳۷)

یعنی ہم لوگ ڈالاسی کے اسگے اور نکلے ہوئے حید کو بڑھا ہوا رکھتے تھے  
مگر سچ اور موہی میں۔ یعنی سچ اور موہی سے خارج ہو کر کترہ یا کترہ تھے جس کی تکمیل

حضرت ابن عمرؓ کے قول سے ہو گئی ہے۔ اس حدیث کی شواہد میں حافظ ابن حجرؒ نے شرح  
بلاغی ص ۲۹۹ جلد ۱ میں فرماتے ہیں۔

”واخرج ابي داود من حديثهما اثره بندا حسن قال  
كنا نلقى السهال الا في حجة او حمره وقوله نحن بضم  
اوله وتشديد الفاء اي نتركه وانكرنا وخفايؤرد  
عائلا من ابن عمر فان السهال بكسر الهمزة و  
تخفيف الموحدة تجمع سبعة بفتحتين وهما طالي  
من شعرا اللعنة فاشأر جاثي الى الهمة يقصدون  
منها في الذك“

یہ حدیث حاشیہ طور سے بتلا رہی ہے کہ عام صحابہ کرامؓ نہ ہم حال میں  
ڈاڑھی کا اگلا اور لانا سجدہ کرتے رہتے تھے۔ البتہ کبھی کبھار عمرو کہتے تھے  
تو ایک عشت سے زائد حقیر کو کتر وایتیجے تھے۔

(۸) عن يزيد الفارسي وكان يكتب المصاحف قال  
رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام زمن ابن  
عباس فقالت لابن عباس اني رأيت رسول الله صلى  
الله عليه وسلم في النوم فقال ابن عباس ان رسول  
الله صلى الله عليه وسلم كان يقول ان الشيطان لا  
يستطيع ان يشبهه في من رأى في النوم رأى أهل  
تستطيع ان تمنع هذا الرجل الذي رأيت في

النور قال نعم انتم لك رجلا بين الرجلين محمد  
 و محمد اصبر الى الميصر الكحل العين حسبي  
 الضحك جميل واثرا العهد قد ملأت لعيتك  
 بين هذه الى هذه قد ملأت نحره قال هو  
 ولا احدى وكان مع هذا الفتى فقال ابن هبة  
 و رأيته في العتق ما استطعت ان تفتته فرق  
 هذا (شذيل و شامك)

یعنی یہی وہی جگہ صحابہ کو کھانک لے کر آخروں نے کہا کہ میں  
 نے حضرت ابن عباس سے کہہ دیا کہ تم نے اسے کھانک لیا ہے  
 خرابی دیکھا تو میں نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خرابی دیکھا ہے کہ ابن عباس نے لڑا یا کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تم نے کہہ دیا کہ شیطان میری صحبت نہیں بنا سکتا  
 اس لئے جس شخص نے مجھ کو خرابی میں دیکھا ہے اس سے مجھ کو دیکھا  
 ہے۔ کہا تم اس شخص کا جس کو خرابی میں دیکھا ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ہی سے کہا ان وہ متوسط ہیں اور طاقت کا اتحاد گندم گندم صلی اللہ  
 مانی، رنگیں آنکھوں والا، اچھا بھنے والا، چہرہ کے جو حضرت عائشہ  
 والا۔ اس کے ڈانگے نے یہاں سے پہلے تک، (دائیں سے بائیں تک)  
 کے ساتھ بھولے اسے اور سیدہ کو بھولے لپٹا لپٹا میں ڈانگیں کہ انسانی  
 اور سر سے میں لپٹاں تکلیف اور موت نے کہا کہ اس کے علاوہ جو چیز

طرح کی ذکر کی تھیں اور کہیں اس وقت نہیں جانتا یعنی مجبور گیا) تو حضرت  
ابو جہا شہ نے فرمایا اگر تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ چمکے  
دیکھتے تو اس سے زیادہ بیان ذکر رکھتے۔

یہ روایات صحافت طور پر بتلا رہی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی ڈاڑھی لٹنی اور چوڑی اتنی تھی کہ سینہ مبارک کی لہان اور چوڑائی کماؤں نے  
ٹوٹھا ٹکڑا دکھاتا۔

(الف) اور روایات مستزادہ پر خود فرمائیے۔ آیا ان سے وہ بات ظاہر ہوتی  
ہے جس کو آپ نے ترجمان سے نقل فرمایا، یا اس کے برعکس!  
ساتتین انبیاء علیہم السلام جسوں کا عمل کم از کم ایک مشمت لکڑاؤں سے  
زائد ڈاڑھی رکھنے کا ظاہر ہوتا ہے۔

(ب) نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی مبارک کم از کم  
ایک مشمت بلکہ اس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تھلیں فرماتے تھے، تھلیوں  
سے درست فرمایا کرتے تھے۔ وہ اتنی بڑی اور گنجان تھی کماؤں نے سینہ مبارک کے  
اوپر کے حصہ کے طول و عرض کو بھر دیا تھا۔

(ج) حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت ابو ہریرہ  
حضرت حابہ رضی اللہ عنہم سے مراد یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشمت یا  
اس سے زائد ڈاڑھی رکھتے اور رکھتے تھے۔

(د) تمام دو سو سے صحابہ کا یہی عمل ہونا التزاماً ثابت ہو چکا ہے کیونکہ  
حضرت حابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ڈاڑھی لمبی رکھتے تھے، بجز

اور عمرہ کے کترواتے نہیں تھے۔

(۵) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ پر حکم فرمایا کہ لوگوں کی خدمت سے اجتناب کرنا اور اللہ کی راہ میں شہداء بننا۔

(۶) اس عمل کو بلا تعدیہ مسلمانوں کے لئے مابہ الامتیاز قرار دیا ہے جو کہ ان کا مخصوص شعار اور نبی سفارم ہو گا۔ نہ منڈانا ہائز ہونے کا جسٹس کسی رکھنا نہ چھوٹی رکھنا۔

ان تصریحات کے ہوتے ہیئے مودودی صاحب کا یہ فرمانا (جو آپ ذکر فرماتے ہیں) بالکل غلط ہے۔ ناواقفیت کی وجہ سے یا لغسانی خرابی سے ایسا واقع ہوا ہے۔ فقہاء و حنفیہ شافعیہ و فیرہ کی تصریحات پر آپ کو عمل کرنا چاہیئے۔ مودودی صاحب کی تصانیف اس قسم کی غلطیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے بچنا چاہیئے۔

مودودی صاحب علوم و فنون کے فاضل نہیں ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا ہے مولانا مودودی جیسے فاضل نے یہ کہا کہ چھوٹا اور بڑا ہونا برابر ہے تو منڈوانا بھی کوئی عریج نہیں کیونکہ یہ علماء کا اپنی طرف سے اضافہ ہے۔ ملک کے رواج کے مطابق رکھی جاسکتا ہے اور منڈوانا بھی سکتا ہے۔ خود ان کی تصریح کے خلاف ہے۔ وہ کسی مشہور دستگاہ کے سند یافتہ نہیں ہیں۔ نہ کبھی ایسی دستگاہ میں انہوں نے پڑھا ہے۔ نہ کسی مشہور علمی فاضل کے یہاں علوم و فنون کی تحصیل کی ہے۔ ان امور کا خود ان کو خود ان کے متبعین کو اقرا ہے۔ ان کا مبلغ و صلہ صرف مطالعہ ہے۔ اس پر آپ کا ارشاد کہ نہ منڈوانا بھی کوئی حق نہیں رکھتا

عطا نے اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔ انتہائی قلم اور علماء سے بہت شدت سے نفی ہے اور جناب مولانا محمد علی ادریس علیہ السلام کے ارشاد "خالقوا المشركين قهوا الشوا رب و قروا اللحنی" سے صریح بغاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو اور تمام مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

مودودیوں کا اتباع کتاب و سنت کا اصول پیش کیا اور اس طرح سنت پر عمل کرنا علیہ السلام اور علم صحابہ کی مخالفت کرنا انتہائی تمہیب خیز ہے۔ وافی اللہ علیکم۔  
والتسلام۔

نگار اساتذ

(مکتوبہ جلد چہارم ص ۱۱۳)

حسین احمد قفسر

۱۵ مئی ۱۹۷۱ء

۱۳

[پیام مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ فیڈرل کمیٹی لاہور گیٹ ۱  
(مکتوبہ ص ۱۱۳ اور (۱۱) بھی تفسیر مودودی صاحب کے متعلق سوال اور جواب نقل ہو چکا ہے)  
سوال مدظلہ ہمارے یہاں یہ بحث ہے کہ جماعت اسلامی پاکستان کی رسالہ اور اخبارات میں یہ مضمون (ایشی خیل آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ آپ نے مودودی کے متعلق ہندو پر ذلیل فقرہ استعمال کئے ہیں۔) ایسے ٹٹ پھینچے اور بدبختی کے سوا کچھ کیا سکتے ہیں؟ "ایسے کم نعت ایسے بد نصیب بد بخت اور ایسے خبیثوں سے مزہ نہ لگاتا" الخ کیا واقعی یہ آپ کی عبارت ہے

آپ کا شیخ کہہ کر فرمایا کہ لہذا اس نے اہلبیت کو گئے ہی۔ ہم بھی یہاں  
 کہتے ہیں کہ یہ بھی انہیں کے ہتھکنڈے ہیں۔ اے ایک سے دوسری کہ جہالت کو  
 کہی کے سرسبز ہوئی ہے اور پھر ظلم کہ ہم کہنے کا راستہ نکال لینے ہی جیسا  
 کہ تصور اور ہوا میرا ناقص مگر جہالت کو کس حال کی سے توڑ دوں کہ مطلق ہدی  
 حسن صاحب دیوبند سے فتویٰ حاصل کیا اور پھر ماشہ آرائی کہ جہالت  
 میں تفصیل سے آچکا ہے۔ یہ بھی اسی ہی سے ایک ہے۔ صاحب سے آگاہ نہ کر  
 قسطنطنیہ میں تاکہ یہاں کو جہالت سے لیں۔

جواب: از حضرت شیخ الاسلام قداشہ رندہ

حضرت! آپ نے اس صاحب کو دیکھا ہے اس کے طواری پہنے کی صورت سے  
 اس کے اقتباسات نقل کر رہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ وہ میرا جواب کس کو لکھا گیا تھا  
 اور کہاں لکھا گیا تھا اور کس ہاتھ کا جواب تھا۔ اگر اس کی تحقیق فرماتے تو آپ کو  
 یہ پتہ کی ضرورت نہ پیش آتی اور نہ مسعودیوں کے ہتھکنڈے آپ پر ظہور نہ  
 واقع ہوتے کہ قصہ گوئی منع ہے شہر میں پھر لوگ مسعودی گتے پہناتے تھے اور آپ  
 صاحب اور طریقہ کا اعلان بلکہ تبلیغ اور دعوت جاری کی تھی۔ اسی کی ذمہ داری کے  
 متعلق ایک سوال آیا تھا جس میں منجملہ اور ذمہ داری کے حضرت عثمان  
 رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام اصائل مقام کی تشریح اور یہ اہل ذکر کی  
 گفتگو ایک یہ بھی بدواں لکھا کہ یہ لوگ حضرت ابو سعید صاحب کے متعلق  
 تہاہت و فراش انا سے استعمال کرتے ہیں اور اس کی روایت کے متعلق تاریخ  
 الفلاح لکھتے ہیں (واقعہ جہالت حضرت شاہ ابو سعید رحمت اللہ علیہ پہلے سلسلہ





نہیں کہ ہے۔ یہ الفاظ تو بہت ہی سیکھے ہیں۔ مودودیوں کو اپنے گریبان میں سنتہ نالک  
 سرچنا چاہیے۔ یہاں تو ”جزاء مسرتة مسينة مشاھدا“ بھی نہیں کیا گیا؟  
 چاہیے تو یہ تھا کہ ”کوچ انداز ماہ دناش سنگ دست“ کا سہارا کیا جائے۔ یہ  
 کسی کے باپ کو گالی دو گے تو کب تمہارا باپ کمال سے نکال سکتا ہے اگر کسی کو  
 اپنے باپ کی عزت مطلوب ہے تو اس کو ضروری ہے کہ رسول کے آباؤ اجداد  
 کی عزت لے کر گریہ میں کوئی مداد رکھے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 لا یسب احدکم و الذیہ تالرا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 هل یسب احد و الذیہ قال لیس یسب ابا الذین یسب اہلک اذ  
 کہا قال) لہر شہ پر خیرہ تو گئی ایسا ظلیت اور ستہ لاشتم کا لفظ ہی نہیں ہے  
 اس کے معنی کم مایہ کے ہیں جس کی تمام کو پختی ناکت ہو۔ کم مایہ ہونے کا خود مصداق  
 صاحب کو اقرار ہے۔ بہر حال یہ الفاظ ان کے لئے نہیں لکھے گئے اور نہ لکھے کے  
 وقت ان کا خیال تھا۔ یہ الفاظ فقط ان مودودیوں کے لئے تھے جنہوں نے تنگ  
 میں آدمی ہو گئی تھی۔ مودودی صاحب کے لئے ابن الفناظ کو قرار دینا ہے ان کا الہ  
 ان کی حماقت کا جسکا نڈا ہی ہے اور میں۔ (مکتوب مکتبہ مودودیہ جلد ۱۱ نمبر ۱۰)

(۱۳)

ایام ۱۳۲۰ھ میں محمد علی صاحب مدنی

مقام نیدھم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزار شریف اہل اعلیٰ صاحب ایک اخبار نویس ہیں۔ تحریر مضامین

تاجم دلی سے کول فطرس صاحب اتاری نہیں ہو سکتا۔ صرف واقفیت زیادتی  
اس کے لئے کمال ہے۔ نہ کہ کسی کو یہی۔ بچھنکے سے روگوں کو تو یہ جان مٹانا  
قلہ بڑا ہوتا ہے۔ آپ بھارہ دنیا کی اس حالت میں گروہ ہوا کہ تو خود ہی کلا  
اصح سزوں کے احوال تو حکم فلک تسلیم حاصل کر کے نہ ہکت حاصل کر کے ہی  
قائما مقدر فرماتی ہے۔ غیر خدا پتہ دیکھیں یا جو سزا کا حکم کتنا ہی فیلسوف  
لکے طاعت سے توڑتی ہے۔ یہ ماہر کہیں۔ یہ کھت میں کی طاعت  
اور فیصلے کے متعلق بحث کر کے کہ اپنی ہی سزا کو بگاڑ کر سزا کو کتنا  
پہلے آگے لگے کٹھن سے کھلیتے ہیں۔ جس سے کلا میں تسلیم حاصل  
کی ہو سکتی ہوگی۔ پھر اس کو بولنے کی اجازت میں دیکھا۔ اپنے لوگوں کے  
پہلے میں گھنٹوں کا دور دورہ ہوا ہے۔ کت کت تو کتا۔ مگر  
کی تمہارے بہت ہیں۔ چکھنا ہوا۔ کہ کھدو کی کڑیوں کی ترقی پہلی ہو  
اصفا و تک لا، اور اسلامی قولا میں ہر شخص۔ اسطرحی اور اسطرحی سے ان  
حالیوں کو بھی شرف کے نہ ہوا۔ کو جنہوں نے دس دس، بیس بیس، چوبیس چوبیس  
سال تک اس کی خدمت میں رہ کر کت بولنے لگتے تھے۔ یہ سمجھتی  
صاحب نے کس حوالہ سے دس چوبیس، کونسا نہ ہکت تھو کہ اس سے اسطرح  
صحیح اور اسلامی (اسطرح) میں ہی کا کہا ہے۔ کتے طوں اہل نے  
حوالہ علوم و فنون اور نظریات اسلامی کے اسطرح و مرنوں کی خدمت کی  
کئی تحصیل ہیں۔ اگر ہے۔ ہے کتوں کے سنا حاصل میں اسلامی سمجھتی  
اور مذہبی جو شہادت کہ ہر اہل ہے۔ قرابت نہ ہوا کرتے ہی مگر تھو

کے لئے یہ عقیدہ کافی نہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی کا ترجمہ ہے پورا سنیوں کا  
 اختلاف چار بہت بڑے اصولوں پر ہے۔ مگر جو انہوں نے فرمایا اسے  
 وہ نہیں کہ سیاست سے تعلق نہیں ہے اور میں ان کا نقل قابل اعتقاد نہیں۔  
 مولانا مصروف کا اسلامی تہذیب و علوم و فنون میں تمام عمر مصروف رہنا  
 ہی کی تعلیم دینا، ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری حاصل کرنا اور اسے شہ  
 منہا ہر کارآمد تصانیف و تالیفات کے عالم اسلامی اور اسلامی تہذیب  
 بنانا آفتاب کی طرح دنیا میں روشن ہے اور پورے ہے۔ اس بارے میں  
 مولانا صاحب کا نقل ہی کے ساتھ اس کا کیا ہوا ہے کہ جسے کہ ایک  
 کامیاب سیرسز کے ساتھ ہر تہذیب پر تہذیب کا اس کے طلب علم کا نقل ہے۔ یہ  
 تہذیب اعتقاد ہے کہ "مولانا صاحب دہلوی کی سائنس کی ایجادات  
 اور تیز رفتار تہذیبی ترقی کے لئے ہم نے چاہا ہے۔" مولانا صاحب  
 متاثر ہو کر ان تہذیبی ترقی کو اسلام سے لیں کہ دنیا اور اہل عالم کے  
 گدھے کے موافق ہے۔" ایچ نہایت عجیب غیر متعارف ہے۔ ہر کتاب کے  
 ہاں اور جانک کے قرآنی حدیث کے ساتھ لیں گے۔ اگر ہی ہر حدیث کے ساتھ  
 میں ہاں اور جانک کی سائنس کی حدیث میں ہاں اور جانک کی سائنس کی حدیث  
 ہے کہ ہر آن (ان حدیث کو اسی حدیث کے ساتھ لیں گے۔ ہاں اور جانک کی حدیث  
 تہذیبی ترقی کے ساتھ لیں گے۔ ہاں اور جانک کی حدیث کے ساتھ لیں گے۔

(مکتبہ اسلامیہ، لاہور) حسین احمد غفران

! پیام جناب مولانا رعایت اللہ صاحباً

مالِ جناب مولانا رعایت اللہ صاحب نے محمد مصدق علیکم السلام سے جو اس وقت تک  
 والا نامہ اسٹو سر فرازی ہوا، حضرت مولانا محمد اویق صاحب اللہ مدد سے  
 منظرِ عالم کی خیر و نایت اور مدد سے کی بہترین حالت معلوم کر کے خوشی ہوئی۔  
 مگر تاہم نے کیش اپنے اکابر کا طریقہ دیکھا ہے۔ اور حضرت بانو توی  
 قدس سرہ کی وصایا میں لکھا کہ دارالعلوم دیوبند کیلئے چار شرطیں ہیں (ہم مشربیت  
 ضروری قرار دیا گیا ہے۔ پہلے اکابر مقلد ہیں، منشی ہیں، سنی ساری ہی اشعری  
 ہیں۔ اہل طریقت ہیں (صوفیہ شتی نقشبندی قادری سہروردی ہیں) بدعات  
 سے متنفر تہمت ہیں۔ یہ مشرب ہمارے اکابر اسلام کا راستہ ہے۔ اس مشرب کے  
 خلاف ہونے والوں کو ہم ذہب کو کافر کہتے ہیں نہ سب کو فاسق کہتے ہیں، نہ سب  
 سے ہم بدعات کہتے ہیں (ہاں اگر کوئی شخص کسی امر تکفیر یا مفسق و فیر کا مرتکب ہوگا  
 تو حسب استحقاق معاملہ ہوگا) غیر مشرب والوں کا کسی ادارے میں موجود ہونا  
 ہم ادارے کیلئے مضراور بھلے نفع، نقصان کا سبب کہتے ہیں اور یہی تجویز ہلا  
 ہے۔ کوئی ادارہ مخالف مشرب کے اجتماع میں بھول چل نہیں سکتا۔ غیر حلال  
 یا مبتدع کی شرکت ادارہ کی عملی نظام بالخصوص مدرسوں اور تعلیم میں مضراور سبب  
 ہرادی ہے۔ حالانکہ ای دونوں کے تصرفات تکفیر تک نہیں پہنچتے تو قادیانوں،  
 شیعوں اور ان کے پیسے فاعول کے کیا اثرات ہوں گے۔ ہمیشہ ہمارے اکابر

عدم تقلید کے منتظر اور خفیت اور تقلید کے مقلد اور داعی و دلداد دہے ہیں۔  
 طریقت اور تصوف کے سید اور عامل ہے یہ۔ موردیت ظہر مقلدیت سے  
 بھی نہایت زیادہ گندی اور گمراہ کن ہے۔ مصدوی کی تصانیف دیکھئے۔ وہ نہ  
 صرف امام ابو حنیفہؒ اور امام اور فقہ اسے نفرت دلاتی ہیں بلکہ صحابہ کرامؓ  
 اور خلفائے عظام کی بھی توہین کرتی ہیں۔ المذہبیت اور مجتہدین کرام کے متعلق  
 زہرا لکھتی ہیں۔ اگر کوئی مذہب اس خیال کا ہے تو اس کی تعلیم سے طلباء میں کینا  
 نہ ہر بھرانے گا آپ خود نمازہ فرمائیے۔ شیخ غرض امام ابو اسحاق اشعریؒ، ابو خروانیؒ  
 حضرت حمزہ و النبی ثانیؒ، حضرت شاہ ملا اشرفؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، حضرت علامہ  
 مسین الدینیؒ و غیر کم کی شان میں ہرزہ سرانی کرتا ہے اور اس کی تصانیف  
 اس سے بھری ہوئی ہیں، اس کی تصویر کسے والا مذہب سے طلباء میں کس قتل  
 گمراہی کا باعث ہوگا۔ آپ خود نمازہ فرمائیے۔ اس لئے ہم تو یہی کہیں گے کہ ایسے  
 مشرب والے لوگ ہرگز اوارہ میں نہ ہونے چاہئیں۔ نہ طلباء مذہب سے، مصدوی  
 کی تصانیف کو دیکھے عمل کو جانچئے۔ ہم تو یہاں تک دیکھتے ہیں کہ ہم مشرب شخص بھی  
 اگر عمل یا بد عمل ہے تو ادا اسے تعلیم سے بہت مضر واقع ہوتا ہے۔ میں حامی  
 قائم الہی صاحب کے عمل کی تصویر کرتا ہوں۔ اگر مولوی عبد العظیم صاحب  
 موردیوں کے ہم خیال اور موافق اور انہوں نے اس کی تالیف ذخیرہ کا مطالعہ  
 کہے یہ رائے قائم کی ہے تو حیناً ان کا ادب سے نکال دینا چاہئے۔ آئندہ  
 آپ حضرات کو التماس ہے۔ ہم نے جو اعلان موردیوں کے متعلق کیا ہے سو حق  
 سمجھ کر ان کی کتابیں اور عمل حالت دیکھ کر اور ان کے اثرات کا مشاہدہ کہے

کیا ہے اور جو کچھ ابھی تک نہیں لکھا اور نہیں شائع کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ ان کی تالیفات مگر انہیں سے بھری ہوئی ہیں۔ فالجندہ۔ الحدیث والاسلام۔ (مکتوب کا جلد سوم صفحہ ۵۹)

تنگ اسٹاف

حسین احمد غفرلہ دیوبند

15

محترم المقام زید محمدکم السلام علیکم وعلیٰ آلہکم وعلیٰ سلمہم وعلیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم وعلیٰ آہلہم وعلیٰ سلمہم وعلیٰ سلمہم۔  
سرورِ دین سے جو حضرات وہاں پر تھے ان واقف تھے۔ ان کی کتابیں دیکھتے نہیں یا اگر دیکھتے بھی نہیں تو تنقیدی نظر اور غور سے نہیں دیکھتے۔ جو فٹ بیٹے نے دستورِ اسلامی کا آپ کو لکھا تھا کہ ص ۵۷ عقیدہ رسالت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”رسول خدا کے ہوا کسی انسان کو میسر آتی نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ جو۔ الخ

اس پر غور فرمائیے۔ کیا یہ انبیاء سابقین علیہم السلام جن پر ایمان لانا اور ان کی رسالت میں تفریق نہ کرنا ضروری ہے اس کا انکار نہیں کیا اس کے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت کا انکار نہیں۔ محتاجین کی تبدیل اور مقبولیت میں آیاتِ قطعیہ وارد نہیں کیا یہ عقیدہ اسلام کو باقی رکھنے والا ہے کیا اس میں وہ لاتعداد روایتیں ذخیرہ احادیث کی جو کہ انفرادی طور پر صحیح ہیں

صحت صحیح کے لئے اور اجتماعی طور پر وارد ہیں۔ ان سب کا انکار نہیں ہو اور  
 کیا ایسے عقیدہ کے ہوتے بچنے کوئی شخص فرقہ و ناجیہ اہل سنت میں مشعل  
 کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا اس قاعدہ اور دستور کے تسلیم کرنے کے بعد اراکین  
 اور قرآن قابل اعتماد ہو سکتے ہیں؟ مدار دین کے نقل کا صحابہ کرام ہیں۔  
 جب وہ انفراداً اور اجتماعاً مسمیاء صحیح نہیں، ترتیب سے بالاتر ہیں تو ان پر  
 کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ انسان کی مرویات کا کوئی اعتبار کیا جاسکتا ہے؟  
 اس پر تو روافض کا کہنا کہ انہوں نے قرآن میں تخریف کی، اس میں سے دنا  
 پائے نکال دیئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ سب قابل قبول ہو سکیں گے۔ کیا اس میں تخریب  
 صحابہ تابعین کرام اور ائمہ کا انکار نہیں؟ غور فرمائیے۔ یہ جماعت اسلام کو  
 برباد کرنے اور اس کے اصول و فروع کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے لئے نیا مذہب  
 بنا رہے ہیں اور ہم سے بھانڈا اور بھولے بھانے علماء اور عوام اس کی زد  
 میں بہتے جا رہے ہیں۔ فانی اللہ المقتدی۔

شکوہ اسلاف

(مکتوبہ ۳۳ جلد چہارم ص ۱۱۱)

حسین احمد غفرلہ۔

۱۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ دیوبند

(مشہور و نشر پبلی کراچی)